تشریح
قطبی
مؤلف محمد عرفان رضا قادری

(1)

DATE: / /
PAGE NO. (1)

☆ رسالۂ شمسیہ تین چیزوں پر مرتب ہے ① مقدمہ ② تین مقالات ③ خاتمہ

① مقدمہ => مقدمہ تین بیان پر مشتمل ہے - ① ماہیت منطق ② غرض ③ موضوع
② تین مقالے => اول: مفردات کے بیان میں ثانی: قضایا اور اس کے احکام کے بیان میں ثالث: فی القیاس کے بیان پر مشتمل ہے -
③ خاتمہ => مواد قیاس اور اجزاء علوم کے بیان پر مشتمل ہے -

② اجزاء تقسیم کی دلیل حصر:-
منطق میں جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے اس چیز پر شروع فی العلم موقوف ہوگا یا نہیں ہوگا - اول مقدمہ ہوگا پھر یا تو اس میں مفردات سے بحث ہوگی فھو المقالۃ اولیٰ یا پھر اس میں مرکبات سے بحث ہوگی تو دو حالتوں سے خالی نہیں ہوگی یا تو اس میں مرکبات غیر مقصود بالذات سے بحث ہوگی فھو مقالۃ الثانی ورنہ وہ بھی دو حال سے خالی نہیں ہوگی یا تو اس میں نظر صرف تصور کے اعتبار سے ہوگی فھو مقالہ الثالث یا تو اس میں نظر صرف مادہ کے اعتبار سے ہوگی فھو خاتمہ

③ کتاب میں مقدمہ سے مراد کیا ہے؟ نیز شروع فی العلم کا تصور علم پر موقوف ہونے کی وجہ بیان کریں؟ مع اعتراض و جواب تفصیلا بیان کریں -

☆ کتاب میں مقدمہ سے مراد وہ ہے جس پر شروع فی العلم موقوف ہوتا ہے ☆ شروع فی العلم علم کے تصور پر موقوف ہونے کی وجہ =>

DATE: / /
PAGE NO.

دعویٰ => علم کا شروع کرنا اس کے تصور پر موقوف ہے۔
دلیل => اگر علم کو شروع کرنے سے پہلے اس کا تصور نہیں ہوگی
تو مجہول مطلق کی طلب لازم آئے گی یہ محال ہے

اعتراض => اگر تصور سے مراد ① "تصور بوجہ ما" ہے دلیل مسلم
ہے لیکن اس سے تصور بالرسم لازم نہیں آتا
حالانکہ مقصود کتاب میں تصور بالرسم کو لانے کا سبب
بیان کرنا تھا (یعنی علم منطق کی تعریف بالرسم کو لانے کا
② یا پھر اگر تصور سے مراد تصور بالرسم ہے تو ہم یہ
تسلیم نہیں کرتے کہ اگر تصور بالرسم نہیں ہوگا تو مجہول مطلق
کی طلب لازم آئے گی۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ تصور بوجہ ما ہو
جواب => فالاولیٰ ان یقال! کسی بھی علم کو علی وجہ البصیرۃ شروع
کرنے کے لئے اس کا تصور برسمہ کرنا ضروری ہے کیونکہ
جب کوئی شخص کسی علم کا تصور برسمہ کرے گا
تو اس کے تمام مسائل پر اجمالا واقفیت حاصل ہو جائے
گی حتیٰ کہ اس علم کا جو مسئلہ بھی در پیش آئے گا
وہ جان لے گا کہ یہ مسئلہ اس علم سے تعلق رکھتا ہے
جیسے کوئی شخص جب کسی راستے پر چلنے کا ارادہ
کرے اور اس نے اس راستے کا مشاہدہ نہ کیا ہو اس
کو دیکھا نہ ہو لیکن وہ اس راستے کی علامت کو جانتا
ہو تو وہ شخص اس راستے کے چلنے میں بصیرۃ پر ہے

④ شروع فی العلم کا اس کے موضوع کی معرفت پر موقوف ہونا
مثال سے سمجھائیں؟

جواب :- کیونکہ علوم کا باہمی امتیاز :- امتیاز موضوعات کی بنا پر ہوتا ہے تو جب تک شارع اس علم کے موضوع کو نہیں جانے گا کہ اس کا موضوع کیا چیز ہے تو علم مطلوب اس کے نزدیک ممتاز نہیں ہو پائے گا اور نہ اس کی طلب میں اس کو بصیرت حاصل ہو پائے گی مثلاً - علم فقہ اپنے موضوع کے اعتبار سے ممتاز ہوتا ہے کہ اس میں افعال مکلفین سے بحث کی جاتی ہے حرام و حلال ہونے کی حیثیت سے -
اسی طرح علم اصول فقہ میں ادلۂ اربعۂ سمعیہ سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ ان ادلہ سے احکام شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں تو جب ان دونوں کے موضوع الگ الگ ہیں تو یہ دو ممتاز علم ہو گئے کیوں کہ دونوں کا موضوع الگ ہے اس لئے علم ~~بھی~~ میں بھی تباین ہے -

⑤ شروع فی العلم کا بیان حاجت الیہ پر موقوف ہونے کی وجہ کیا ہے؟
جواب :- علم کا شروع کرنا حاجت الیہ پر (یعنی غرض و غایت) ہے کیونکہ جب تک بندہ علم کی غرض و غایت کو نہیں ~~لے~~ جانے گا تو اس علم کا طلب کرنا اس لئے اسکا طلب بے کار ہو گا -

⑥ حاجت الی المنطق اور منطق کی تعریف برسمہ کو ایک بحث میں پیش کرنے کی وجہ کیا ہے -
جواب :- کیونکہ رسم منطق اور حاجت الی المنطق (غرض و غایت) میں شدت ربط ہے کیونکہ حاجت الی المنطق (غرض و غایت) کے جاننے سے رسم منطق بھی معلوم ہو جاتی ہے

(4)

DATE: / /
PAGE NO.

اسی شرط ربط کی بنا پر دونوں کو ایک بحث میں بیان کیا

☆ صدر البحث بتقسیم العلم .... الخ

سوال۔ مصنف نے علم کی تقسیم سے بحث کو شروع کیوں کیا؟

جواب =

☆ (2) قال => قال: العلم اما تصور فقط --- الخ

(1) علم کی اقسام مع تعریفات وامثلہ بیان کریں؟

جواب = علم کی دو قسم ہیں (1) تصور فقط = ایسا تصور جس کے ساتھ کوئی حکم نہ ہو۔ جیسے انسان کا تصور کرنا اثبات ونفی کا حکم لگائے بغیر۔ (2) تصور معہ الحکم = ایسا تصور جس کے ساتھ حکم ہو اور اس تصور و حکم کے مجموعے کو تصدیق کہتے ہیں۔ جیسے انسان کا تصور کرنا اثبات یا نفی کے حکم کے ساتھ

☆ فلیس معنی تصورنا الانسان ---- الخ

(2) ہمارا انسان کا تصور کرنے کا معنی کیا ہے تشبیہ دیکر سمجھائیں؟

جواب = اس کا معنی ہے انسان کی صورت کا عقل میں چھپ جانا جس کے ذریعے انسان عقل کے نزدیک اپنے غیر سے ممتاز ہوتا ہے جس طرح صورت آئینہ میں چھپ جاتی ہے۔

☆ کما تثبت صورۃ الشیئ فی المرآۃ --- الخ

(3) آئینہ اور عقل میں کیا فرق ہے؟

جواب = آئینہ میں صرف محسوسات صورتیں چھپتی ہیں لیکن

5

DATE: / /
PAGE NO.

عقل ایسا آئینہ ہے جس میں محسوسات و معقولات دونوں طرح کی صورتیں چھپ جاتی ہیں

☆ فقولہ: ھو حصول صورۃ الشیئ فی العقل ---- الخ

④ مصنف کا قول "ھو حصول صورۃ الشیئ فی العقل" سے کس کی طرف تعریف کی طرف اشارہ ہے نیز اس عبارت میں ھو ضمیر کا مرجع مطلق تصور کو بنانا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کیوں؟ حالانکہ اس سے پہلے مطلق تصور کا ذکر نہیں ہوا کیا ضمیر کا مرجع کوئی اور ہو سکتا ہے اگر نہیں ہے تو کیوں؟

جواب اس سے مطلق تصور کی تعریف کی طرف اشارہ ہے نیز اس عبارت "ھو" ضمیر کا مرجع مطلق تصور کو بنانا درست ہے اس سے پہلے اگرچہ تصور مطلق کا ذکر نہیں ہے لیکن جب تصور مطلق کو ذکر کیا تو اس کے ضمن میں تصور مطلق کا بھی ذکر ہو گیا کیوں کہ قاعدہ ہے جب مقید ذکر ہو تو اس کے ضمن میں مطلق بھی مذکور ہوتا ہے - اس ضمیر کا مرجع تصور فقط نہیں ہو سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں تعریف دخول غیر سے مانع نہ ہوگی اور اس میں تصدیق بھی داخل ہو جائے گی -

⑤ تصور مطلق کی تعریف کی تصور فقط کی تعریف کیوں نہیں کی حالانکہ مقام تصور فقط کی تعریف کا تقاضہ کر رہا تھا -

جواب = تصور کا اطلاق جس طرح تصدیق کے مقابل میں ہوتا ہے اسی طرح تصور علم کے مترادف پر بھی بولا جاتا ہے -

(6)

DATE: / /
PAGE NO.

☆ اما الحکم = فھو اسناد امر الی آخر ۔۔۔۔ الخ

(6) حکم، ایجاب اور سلب کسے کہتے ہیں مثال دیکر سمجھائیں؟

جواب => حکم = ایک امر کی دوسرے امر کی طرف اسناد کرنا خواہ ایجابی ہو یا سلبی ہو۔

ایجاب => نسبت کا واقع ہو / سلب = نسبت کا ختم کرنا

مثال => حکم = الانسان کاتب او لیس بکاتب

مثال مذکورہ میں کاتب کی اسناد انسان کی طرف کی ہے اور ثبوت کتابت کی نسبت انسان کی طرف واقع کی ہے یہی ایجاب ہے اور ثبوت کتابت کی نسبت ہ انسان سے دور کی ہے یہی سلب ہے۔

☆ فلا بد ھھنا ان یدرک اول ۔۔۔ الخ

(٦) - کاتب کی اسناد انسان کی طرف کرنے میں کیا کیا ضروری ہے -

جواب = اول انسان کا ادراک کرینگے پھر مفھوم کاتب کا پھر انسان کی طرف ثبوت کتابت کی طرف نسبت کرینگے پھر اس نسبت کو واقع کریںنگے یا نہیں کریں نگے - اگر انسان کا تصور کریں نگے تو وہ انسان متصور ہوگا اس متصور کو محکوم علیہ کہیں نگے اور اگر کاتب کا ادراک کریں نگے تو وہ کاتب متصور ہوگا اور وہ متصور کو محکوم بہ کہیں نگے اور ثبوت کتابت کی نسبت اسکی طرف ہوگی یا نہیں ہوگی تو اس تصور کو نسبت حکمیہ کہیں نگے اور وقوع نسبت کا ادراک ہوگا یا نہیں ہوگا تو وہ حکم ہوگا

النتیجہ = معلوم ہوا چار چیز کا ادراک کیا جائے گا - (1) محکوم علیہ (2) محکوم بہ (3) نسبت حکمیہ (4) حکم

⑦

DATE: / /
PAGE NO.

☆ وربما يحصل ادراك النسبة الحكمية ..... الخ

⑧ کیا نسبت حکمیہ حکم کے بغیر پائی جاسکتی ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا حکم نسبت حکمیہ کے بغیر اور تصدیق حکم کے بغیر پائی جاسکتی ہے؟

جواب = جی ہاں نسبت حکمیہ کے بغیر پائی جا سکتی ہے جیسے کوئی شخص نسبت میں شک کرے یا اس کو وہم ہو تو یہ نسبت میں شک کرنا اس کے تصور کے بغیر نہیں ہوگی کیوں کہ یہ محال ہے اور تصدیق حکم کے بغیر نہیں پائی جاسکتی ہے

☆ عند متاخری المنطق ..... الخ

⑨ حکم کے ادراک ہونے یا نہ ہونے میں متقدمین و متاخرین کے مابین کیا اختلاف ہے۔

جواب - متاخرین مناطقہ کے نزدیک حکم افعال نفی میں سے ایک فعل ہے ادراک نہیں ہے کیوں کہ ادراک انفعال ہے اور فعل انفعال نہیں ہو اور متقدمین کہتے ہیں حکم ادراک ہے۔

☆ فلو قلنا: ان الحکم ادراک ..... الخ

⑩ تصدیق کے متعلق امام رازی اور دیگر حکماء کے نزدیک درمیان کیا اختلاف ہے اور دونوں مذاہب کے درمیان کتنی اور کن وجوہ سے فرق ہے؟

جواب = امام رازی کے نزدیک تصدیق تصورات ثلاثہ اور حکم کے مجموعہ کا نام ہے۔ حکماء کے نزدیک: تصدیق صرف

صرف حکم کا نام ہے۔ دونوں مذاہب کے درمیان فرق نہیں ہے طرح سے فرق ہے۔

① عند الحکماء: تصدیق بسیط ہے / عند رازی: تصدیق مرکب ہے

② عند الحکماء: تصور طرفین اور نسبت کا تصور یہ تصدیق کے لئے شرط ہیں اور تصدیق سے خارج ہیں / عند رازی: ان تینوں کا تصور تصدیق کا جز داخل ہے۔

③ عند الحکماء: حکم ہی عین تصدیق ہے / عند رازی: حکم تصدیق کا جزء داخل ہے

☆ اعلم ان المشهور فیما بین القوم ---- الخ

(11) مصنف نے علم کی تقسیم مشہور سے عدول کیوں کیا۔ نیز پہلے اعتراض تفصیلا ذکر کرکے یہ بتائیں کہ مصنف کی تقسیم پر یہ اعتراض کیوں وارد نہیں ہوتا ہے؟

جواب۔ علم کی تقسیم مشہور: "العلم اما تصور او تصدیق" مصنف کی تقسیم العلم اما تصور ساذج اور تصدیق۔ مصنف نے اس تقسیم مشہور سے عدول اس لئے کیا ہے کہ اس تقسیم مشہور پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں ان اعتراضوں سے بچنے کے لئے

قسم الشیئ => وہ چیز ہے جو شیئ سے اخص ہو کر شیئ کے تحت داخل ہو جیسے اسم کلمہ کی ایک قسم ہے اور کلمہ سے اخص ہو کر کلمہ کے تحت داخل ہے۔

قسیم الشیئ => وہ چیز ہے جو کسی شیئ کے مقابل اور مباین ہو اور یہ دونوں کسی تیسری شیئ کے تحت داخل ہو جیسے اسم فعل کے مقابل ہے اور یہ دونوں مل کر کلمہ کے تحت داخل ہیں

(9)

DATE: / /
PAGE NO.

قسیم الشئی کا قسیم الشئی ہونا:- اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز حقیقت میں شئی کی قسم ہو اور اسی چیز کو اس شئی کا مقابل بنادیا جائے جیسے اسم کلمہ کی قسم ہے لیکن ہم یوں کہیں "اللفظ اما کلمۃ او اسم" اسم حقیقت میں کلمہ کی قسم ہے لیکن یہاں اس کا مقابل بنادیا

قسیم الشئی کا قسیم الشئی ہونا:- اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز حقیقت میں شئی کا مقابل ہو لیکن اس چیز کو اس شئی کی قسم بنادیا جائے کما یقال "الاسم اما فعل او حرف" یہاں فعل حقیقت میں اسم کا قسیم تھا لیکن قسم بنادیا

اعتراض =: العلم کی مشہور تقسیم "اما تصور او تصدیق" میں تصدیق سے آپ کی کیا مراد ہے (تصور مع الحکم مراد ہے یا نفس حکم مراد ہے)

(1) اگر اول صورت مراد ہے تو قسم الشئی کا قسیم الشئی ہونا لازم آئے گا۔ وہ اس طرح کہ مشہور تقسیم میں تصور مع الحکم کو مطلق تصور کا قسیم بنایا جارہا ہے حالانکہ حقیقت میں تصور مع الحکم مطلق تصور کی ایک قسم ہے۔

(2) اگر صورت ثانی مراد ہے تو اسی صورت میں قسیم الشئی کا قسم الشئی ہونا لازم آئے گا وہ اس طرح کہ نفس حکم حقیقت میں تصور کا قسیم ہے کیونکہ تصور میں حکم نہیں ہیں لیکن مشہور تقسیم میں اسے علم کی قسم بنادیا گیا ہے جو تصور کے مرادف ہے گویا اس کو تصور کی قسم بنادیا گیا ہے۔

مصنف =: نے علم کی جو تقسیم کی ہے یعنی "العلم اما تصور ساذج او تصدیق" اس پر مذکورہ اعتراض وارد نہیں ہوتا اس لئے

کہ تصدیق سے یہاں ہماری مراد تصور مع الحکم ہے اور
یہ مراد لینے پر قسم الشئی کا قسیم الشئی ہونا لازم نہیں آتا۔

(3) قال + اقول =

☆ لیس الکل من کل منہما .... الخ

(1) بدیہیت اور نظریت کے اعتبار سے علم کی کتنی اقسام ہیں مع
تعریفات و امثلہ ذکر کریں

جواب۔ اس اعتبار سے علم کی دو اقسام ہیں (1) بدیہی۔ جس
کا حصول نظر و فکر پر موقوف نہ ہو جیسے حرارت اور برودت
کا تصور اور اس بات کی تصدیق کہ نفی اور اثبات ایک
ساتھ جمع نہیں ہوتے۔ (2) نظری۔ جس کا حصول نظر و فکر پر
موقوف ہو جیسے نفس کا تصور کرنا اور اس بات کی تصدیق
کرنا کہ عالم حادث ہے۔

☆ فاذا عرفت ھذا فنقول ---- الخ

(2) کیا تمام تصورات و تصدیقات بدیہی ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟
مصنف اور شارح دونوں کا کلام کتاب کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب۔ تمام تصورات و تصدیقات یہ بدیہی نہیں ہو سکتے اگر یہ تمام بدیہی
ہو جائیں تو اشیاء میں سے کوئی بھی شئی ہمارے لئے مجہول نہیں رہے گی
اور یہ باطل ہے "و فیہ نظر" کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی چیز
بدیہی ہو اور مجہول ہو کیوں کہ بدیہی اگرچہ اس کا حصول نظر و فکر
پر موقوف نہیں ہے لیکن ممکن ہے اس کا حصول کی دوسری شئی
پر موقوف ہو جیسے عقل کا اس کی طرف متوجہ ہونا یا اس کے

احساس کرنے پر یا عقل مددی پر یا تجربے پر اور غیر ذات تو جب
تک ہر شیئ موقوف ہو اور حاصل نہیں ہوگی بدیہی بھی حاصل نہیں ہوگی
کیوں کہ بدیہیت بہ حصول کو مستلزم نہیں ہے ۔ فالجواب ان یقال ۔
اگر ہم ان میں سے ہر ایک بدیہی ہو تو ہم اشیاء میں سے کسی
شیئ کی تحصیل میں نظر و فکر کے محتاج نہیں ہوتے ۔
لیکن یہ تفصیل بھی فاسد ہے کیوں کہ ہم بعض تصورات و تصدیقات
کی تحصیل میں نظر و فکر کے محتاج ہوتے ہیں ۔

☆ ولا نظریا ای لیس کله واحد .... الخ

③ اس عبارت کو واضح کرتے ہوئے دور و تسلسل کی تعریف مع مثال
بیان کریں؟

جواب ۔ "دور" ایک چیز کا موقوف ہونا دوسری ایسی چیز پر کہ وہ دوسری
چیز اس پہلی چیز پر موقوف ہو خواہ یہ بہت توقف ایک مرتبہ
کے ساتھ ہو جیسے "ا" موقوف ہے "ب" اور "ب" "ا" پر یا جہت توقف
چند مراتب کے ساتھ ہو جیسے "ا" موقوف ہے "ب" اور "ب" "ج" پر
اور "ج" "ا" پر موقوف ہے گویا کہ الف سے شروع کرکے واپس الف
تک پہنچ گئے ۔

"تسلسل" تسلسل مطلق کی تعریف = امور غیر متناہیہ کا مرتب ہونا
تسلسل محال کی تعریف = امور غیر متناہیہ کا مجتمع فی الوجود ہونا
ہم بتقدیر مفروض تصور و تصدیق میں سے کسی کو حاصل کرنے کا
ارادہ کریں تو لازمی بات ہے کہ اس کا علم آخر کے ذریعے سے ہوگا
اور وہ علم آخر بھی نظری ہے اس لئے اس کا حصول تیسرے علم
کے ذریعے ہوگا یہ سلسلہ الاکتساب اگر الی غیر النہایہ چلے گا یہی
(تسلسل ہے اور بالشروع کی طرف لوٹ جائے تو دور ہے)

☆ ماقبل کی پہلی عبارت - ولا نظریا ای لیس کل واحد ---- الخ

(4) کیا تمام تصورات اور تصدیقات نظری ہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

جواب = یہ تمام کے تمام نظری نہیں ہیں کیونکہ اس صورت میں دور و تسلسل لازم آئے گا

☆ تمام تصورات اور تصدیقات کے نظری ہونے کا دور وتسلسل کے ساتھ ملازمت کیوں ہے؟

جواب - کیونکہ جب بھی ہم کسی تصور یا تصدیق کو دوسرے تصور اور دوسری تصدیق سے حاصل کرنے کا ارادہ کریں تو وہ تصور آخر اور تصدیق آخر نظری ہونے کی بنا پر تیسرے تصور اور تیسری تصدیق پر موقوف ہوگا پھر وہ تیسرا تصور و تصدیق نظری ہونے کی بنا پر چوتھے پر موقوف ہوگا اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا پھر یہ سلسلہ اکتساب اگر الی غیر النہایۃ تک چلے تو یہ تسلسل ہے اور اگر یہ سلسلہ اکتساب عائد الی الاول ہے تو دور ہے لھذا ثابت ہوگی کہ تمام تصورات اور تصدیقات کے نظری ہونے کی صورت میں دور تسلسل لازم آتا ہے اور دور تسلسل باطل ہے

(6) دور وتسلسل کے بطلان کی وجہ بیان کریں؟

جواب - اس کے بطلان کی وجہ یہ ہے کہ اگر تصور و تصدیق کی تحصیل بطریق دور یا بطریق تسلسل ہو تو حاصل کرنا محال ہے بطریق دور ہو تو باطل اس لئے ہوگی کہ یہ اس بات کی طرف مفضی ہے کہ شیئ کا حصول اس کے حاصل کرنے سے پہلے ہی حاصل ہو سکی اس لئے کہ جب "ا" کا حصول "ب" کے حصول پر موقوف ہو اور "ب" کا حصول "ا" پر ہو تو خواہ ایک مرتبہ میں یا چند مرتبہ میں ہو تو "ب" کا حصول "ا" کے حصول پر موقوف ہوگا اور "ا" کا حصول "ب" پر سابق ہوگا۔

(13)

DATE: / /
PAGE NO.

اور جو سابق علی الشئی پر سابق ہو تو وہ اسی شئی پر بھی سابق ہوتا ہے۔ لھذا اس کا حصول حاصل ہونے سے پہلے ہوگا اور یہ محال ہے۔

بطریق تسلسل۔ تو اس لئے کہ اسی صورت میں علم مطلوب کا حصول امور غیر متناہیہ کے استحضار پر موقوف ہوگا اور غیر متناہیہ کا استحضار محال ہے اور جو محال پر موقوف ہو وہ محال ہوتا ہے۔

☆ علم مطلوب کا اکتساب بطریق تسلسل محال ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے اس پر شارح نے کیا اعتراض وارد کیا۔

(15)

DATE: / /
PAGE NO.

④ قال + اقول -

★ قال - بل البعض من کل ---- الخ

① تصورات و تصدیقات بداہت و نظر کے اعتبار سے کتنی قسموں میں منحصر ہیں؟ دلیل حصر بیان کرکے یہ بتائیں کہ کون سی اقسام باطل اور کون سی صحیح؟

جواب = اس اعتبار سے یہ تین اقسام میں منحصر ہیں ① یا تو تمام بدیہی ہونگے ② یا تمام نظری ہونگے ③ یا بعض نظری اور بعض بدیہی ہونگے - ان میں اول کی دو اقسام باطل ہیں اور آخر قسم صحیح ہے -

★ والنظری یمکن تحصیلہ ---- الخ

② نظری تصور کا حصول کس طریقہ سے ممکن ہے؟ اور کیوں

جواب - اس کا حصول فکر کے واسطے بدیہی سے ممکن ہے (ایک امر کا دوسرے امر کو لازم ہونا) لزوم و ملازمت ایک ہی ہے - اور کیوں کا جواب جس شخص کو ملزوم کا علم ہو اور ملازمہ کا علم ہو اس کو اسی کو ایک دوسری چیز یعنی لازم کا علم حاصل ہو جائے گا -

★ والفکر: ھو ترتیب امور معلومۃ ---- الخ

③ فکر کی تعریف مع مثال بیان کریں

جواب - فکر: امور معلومہ کو اسی طرح ترتیب دینا کہ وہ کسی امر مجہول تک پہنچا دے جیسے ہم نے انسان کی معرفت کے حصول کا ارادہ کیا - اور ہم حیوان و ناطق کو پہلے سے جانتے ہیں تو ہم نے ان دونوں کو اسی طور پر ترتیب دیں کہ حیوان کو مقدم کیا اور ناطق کو موخر کیا - تو اس ترتیب سے ہمارا ذہن تصور انسان کی طرف چلا گیا -
تصدیق کی مثال: العالم حادث ہے اور متغیر کو حد اوسط بنایا
العالم متغیر کل متغیر حادث فالعالم حادث -

☆ والترتیب فی اللغۃ ---- الخ

☆ ترتیب کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں؟

جواب- لغوی - ہر شیئ کو اسی کے مقام پر رکھ دینا

اصطلاحی - چند اشیاء کو اس طرح کر دینا کہ ان میں سے بعض کی بعض دوسرے کی طرف تقدم و تاخر کی نسبت ہو

☆ والمراد بالامور ---- الخ

(5) فکر کی تعریف میں "امور" سے مراد کتنی تعداد ہے؟ نیز اس فن کی تمام تعریفات میں لفظ جمع سے کتنی تعداد مراد ہوتی ہے۔

جواب- "امور" سے مراد ما فوق الامر الواحد ہے یعنی جو ایک سے زیادہ ہو - نیز اس فن کی تمام تعریفات میں جہاں لفظ جمع کا استعمال ہو وہاں ما فوق الواحد مراد ہوگا۔

☆ وانما اعتبرت الامور ---- الخ

(6) فکر کی تعریف میں لفظ جمع "امور" لایا گیا واحد "امر" کیوں نہیں لایا

جواب- لفظ واحد "امر" اس لئے نہیں لائے کیوں کہ ترتیب دو شیئ یا اس سے زیادہ میں ہی ممکن ہے اس سے کم میں ممکن نہیں

☆ بالمعلومۃ: الامور ---- الخ

(7) تعریف میں امور معلومہ سے کون سے امور ہیں اور یہ امور کن کن امور کو اور کیوں شامل ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں۔

جواب- تعریف میں امور معلومہ سے مراد وہ امور ہیں جن کی صورتیں عقل میں حاصل ہوں اور یہ شامل ہیں تصور یہ کو اور تصدیقیہ یقینیہ کو اور ظنی اور جہلی کو بھی - کیوں کہ فکر جس طرح تصورات میں جاری ہوتی ہے اسی طرح تصدیقات میں بھی جاری ہوتی ہے اور جس طرح تصدیق یقینی میں میں جاری ہوتی ہے اس طرح تصدیق ظنی میں بھی جاری ہوتی ہے اور جہلی میں بھی۔

17

DATE: / /
PAGE NO.

امثلہ - الفکر فی التصور و التصدیق الیقینی
①

② العالم متغیر کل متغیر حادث فالعالم حادث
الفکر فی الظنی = ھذہ الحائط ینتشر منہ التراب
وکل حائط ینتشر منہ التراب فھو ینھدم فھذہ
الحائط ینھدم -
الفکر فی الجہلی: فکما قبل العالم مستغن عن
المؤثر وکل مستغن عن المؤثر قدیم فالعالم قدیم -

☆ لا یقال: العلم من الالفاظ - - - - الخ
⑧ "علم" کتنے اور کون سے معنوں کے درمیان مشترک ہے - اور
چونکہ علم لفظ مشترک ہے لہذا تعریف میں اس کا استعمال کرنا درست
نہیں ہوگا کہ یہ تعریف کے شرائط کے خلاف ہے کہ تعریف میں لفظ مشترک
کا استعمال کرنا منع ہے تو یہاں کیسے درست ہوگا
جواب = علم دو معنی کے درمیان مشترک ہے
① حصول عقلی (یعنی وہ اشیاء جو عقل میں حاصل ہوں)
② اعتقاد جازم ثابت مطابق للواقع - یہ دوسرا معنی اول سے
اخص ہے - اعتراض کا جواب -
تعریفات میں الفاظ مشترکہ استعمال کرنا منع ہے یہ اس وقت
ہے جبکہ چند معنوں میں سے ایک معنی کی تعیین پر کوئی قرینہ
موجود نہ ہو

اور کتاب میں قرینہ موجود ہے جو تعیین مراد پر دلالت کرتا ہے
کیوں کہ کتاب میں علم کی تفسیر ہر جگہ "حصول عقلی" سے کی
ہے تو یہ قرینہ موجود ہے تعیین مراد پر

☆ وانما اعتبر الجهل ۔۔۔۔ الخ

(9) مطلوب میں جہل کا اعتبار کیوں کیا گیا اور مطلوب مجہول
کس کس کو عام ہے؟ اور کس کا اکتساب کس سے ہوتا ہے؟

جواب ۔ مطلوب میں جہل کا اعتبار کیا "حیث محال للتادی الی المجهول"
کیوں کہ استعلام معلوم اور تحصیل حاصل محال ہے
اور مطلوب مجہول یہ تصوری اور تصدیقی دونوں کو عام ہے
مجہول تصوری کا اکتساب امور تصوری سے اور مجہول تصدیقی
کا اکتساب امور تصدیقی سے ہوتا ہے

☆ ومن لطائف هذا التعريف ۔۔۔ الخ

(10) کتاب میں ذکر کردہ فکر کی تعریف کے لطائف میں سے وہ لطیف
بات بیان کریں جس کا ذکر کتاب میں ہے

جواب ۔ اس تعریف میں لطیف بات یہ ہے کہ یہ علل اربع پر مشتمل ہے
"الفکر" هو ترتیب امور معلومة للتادی الی المجهول
"ترتیب" ۔ علت صوری کی طرف اشارہ ہے اور التزاماً علت
فاعلی پر دلالت کرتا ہے ۔
"امور معلومة" علت مادی کی طرف اشارہ ہے
"لتادی الی المجهول" علت غائی کی طرف اشارہ ہے
مرکب خارجی میں چار چیزیں ضروری ہیں
(1) علت مادی (2) علت صوری (3) علت فاعلی (4) علت غائی
(1) علت مادی = مرکب کی وہ علت جو اس کی حقیقت میں داخل ہو

اور اس میں مرکب کا وجود بالقوۃ ہو۔

② مرکب کی وہ علت جو اس کی حقیقت میں داخل ہو اور اس سے مرکب کا وجود بالفعل ہو۔

③ مرکب کی وہ علت جو اس کی حقیقت سے خارج ہو اور اس سے مرکب کا صدور ہو۔

④ مرکب کی وہ علت جو اس کی حقیقت سے خارج ہو اور اس کے لئے مرکب کا صدور ہو۔

☆ فان الغرض من ذالک الترتیب ۔۔۔ الخ

⑪ حاجت الی المنطق کو بیان کریں

جواب: ہر ترتیب یعنی ہر فکر ہمیشہ درست نہیں ہوتی اگر ہر فکر درست ہوتی تو عقلاء کی آراء میں اختلاف واقع نہ ہوتا حالانکہ ان کی آراء میں اختلاف واقع ہے اس لئے کہ ایک فلسفی کی فکر حدوث عالم کی تصدیق تک پہنچی ہوتی ہے اور دوسری کی عالم کے قدیم ہیں تک بلکہ ایک انسان کی رائے بھی دو قضیوں میں مختلف ہوتی ہے ایک وقت میں رسی کی فکر عالم کے حادث ہونے کی تصدیق تک جاتی ہے اور دوسرے وقت میں اس کی فکر عالم کے قدیم ہونے کی تصدیق تک جاتی ہے تو لامحالہ ان دونوں فکر میں سے ایک صحیح اور دوسری فاسد ہوگی معلوم ہوا یہ فکر صحیح نہیں ہو سکتی لہٰذا ہمیں ایک ایسے قانون کی ضرورت پیش آگئی جو فکر کے ذریعے بدیہیات سے نظریات کو حاصل کرنے کے طریقوں کی معرفت کا فائدہ دے اور فکر صحیح اور فکر فاسد کے مابین امتیاز کا فائدہ دے یعنی جس کے ذریعے فکر صحیح اور فکر فاسد کے مابین فرق معلوم ہو جائے اور ~~____~~ ہو وہ قانون منطق ہے۔

★ فالقانون هو امر کلی ---- الخ

(12) قانون کی تعریف مثال دیکر سمجھائیں؟

جواب - قانون اس قاعدہ کلیہ کو کہتے ہیں جو اپنے موضوع کے تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہے تاکہ اس کے ذریعے اس موضوع کے جزئیات کے احکام معلوم ہوں - جیسے نحوی کا قول "الفاعل مرفوع" یہ ایک امر کلی ہے جو اپنے موضوع کے تمام جزئیات پر منطبق ہے اسی سے اس کے موضوع کے جزئیات کے احکام معلوم ہوتے ہیں حتی کہ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ "ضرب زید" میں زید مرفوع ہے کیوں کہ یہ فاعل ہے -

★ انما کان المنطق آلۃ ---- الخ

(13) منطق آلہ اور قانون کیسے کہتے ہیں -

جواب - منطق آلہ اس لئے ہے کہ وہ اکتساب میں قوت عاقلہ اور مطالب کسبیہ کے درمیان واسطہ ہو اور قانون اس لئے ہے کہ مسائل کلی قانون ہیں جو تمام جزئیات پر منطبق ہیں - مثلا جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ سالبہ ضروریہ سالبہ دائمہ کی طرف منعکس ہوتی ہے تو اس سے ہم یہ بھی معلوم کر لیں گے کہ ہمارا قول "لا شیء من الانسان بحجر بالضرورۃ" یہ منعکس ہوگی لا شیء من الحجر بانسان دائما کی طرف

★ وانما قال: تعصم ---- الخ

(14) منطق کی تعریف میں "تعصم مراعاتها الذهن عن الخطا" ہی کیوں کہا تعریفات کے احترازات بیان کریں؟

جواب - تعصم مراعاتها اس لئے کہا کہ نفس منطق ذہن کو خطا سے نہیں بچاتی بلکہ منطق کے قوانین کی رعایت کرنا یہ ذہن کو خطا سے بچاتا ہے

اس لئے کہ مناطقہ بھی غلطی کرتے ہیں حالانکہ وہ علم منطق کے
جاننے والے ہوتے ہیں۔ وہ غلطی آلہ کو استعمال نہ کرنے کی وجہ
سے کرتے ہیں۔

تعریف کے احترازات۔

"لفظ آلہ" جنس کی منزل میں ہے۔ "قانون" فصل کی منزل میں ہے
جو پیشہ وروں کے جزئی آلہ کو خارج کر دیتا ہے۔
مانن کا قول "تعصم مراعتہا الذھن عن الخطا فی الفکر" یہ ان
قانونی علوم کو خارج کرتا ہے جنکی رعایت ذھن کو خطا فی الفکر سے
نہیں بچاتی بلکہ صرف مقالی خطاء سے بچاتی ہے جیسے عربی علوم

وانما کان ھذا التعریف ..... الخ

(15) مصنف نے جو تعریف کی ہے وہ حد ہے یا رسم ہے اور کیوں؟ فائدہ
جاملہ بیان کریں؟

جواب۔ منطق کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ رسم ہے حد نہیں ہے۔ اس
تعریف کے رسم ہونے پر دو وجہیں (1) یہ تعریف رسم اس لئے ہے کہ
اس میں آلہ ہونے کا ذکر ہے اور منطق کا آلہ ہونا ~~منطق کا آلہ~~
~~ہونا~~ منطق کی ذات کے اعتبار سے نہیں۔ کیونکہ کسی شئے کا ذات
ہونا وہ چیز ہوتی ہے جو اس کے لئے فی نفسہ ہو اور آلہ ہونا
منطق کے لئے فی نفسہ نہیں ہے بلکہ غیر یعنی علوم حکمیہ کے
اعتبار سے ہے تو آلہ ہونا عوارض میں سے ایک عارض ہوا لہذا
یہ تعریف بالعوارض ہوتی اور تعریف بالعارض رسم ہوتی ہے حد نہیں
(2) یہ تعریف رسم اس لئے ہے کہ اس میں العصمۃ عن الخطاء
فی الفکر کے الفاظ ہیں اور یہ منطق کی غایت ہے اور غایت شئی

شئی سے خارج ہوتی ہے۔ لہذا یہ تعریف بالخارج ہوئی
اور تعریف بالخارج رسم ہوتی ہے حد نہیں

فائدہ جلیلہ :-

ہر علم کی حقیقت اسکے مسائل ہیں اس لئے جب وہ
مسائل پہلے حاصل ہوگئے پھر انکے مقابلے میں انکا
نام رکھا تو علم کی ماہیت و حقیقت کے
ان مسائل کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے تو علم کی
معرفت تعریف بحد کے ساتھ تمام مسائل کے علم کے بغیر
حاصل نہیں ہو سکتی تعریف بحد ان تمام
مسائل کے جاننے کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی اس
لئے کہ تمام مسائل کا شروع فی العلم کے مقدمے میں
جاننا ناممکن ہے اسی لئے مصنف نے
تعریف رسمی کی حدی نہیں علم کی تعریف
اعتراض - تمام مسائل کا جاننا تصدیق ہے اور علم کی
معرفت بحدہ تصور ہے تو لازم آئیگا تصور کو
تصدیق سے حاصل کرنا -
جواب - تمام مسائل کا جاننا تصدیق ہے یہاں تک کہ
تمام مسائل حاصل ہوئی تو تصدیق حاصل ہوگئی
لیکن علم مطلوب کا تصور بحدہ ان تصدیقات
کے تصور پر موقوف ہوتا ہے نا کہ ذات تصدیقات
پر تو تصور تصدیق سے حاصل نہیں ہو رہا ہے بلکہ
تصور تصور سے حاصل ہو رہا ہے

(5) قال + اقول

★ قال: ولیس کلہ بدیہیا ---- الخ

اعتراض :- اس عبارت سے مصنف ایک معارضہ کا جواب دے رہے ہیں جو یہاں پر وارد ہو رہا ہے اعتراض کرنے والا اعتراض کر رہا ہے کہ منطق کو سیکھنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اگر منطق بدیہی نہیں ہوگا تو کسبی ہوگا اور کسبی کو حاصل کرنے کے لئے دوسرے قانون کی حاجت ہوگی اور وہ دوسرا قانون کسبی ہوگا تو دور و تسلسل لازم آئے گا اور یہ دونوں محال ہیں

(2) اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اگر پورا علم منطق کسبی ہے تو دور و تسلسل لازم آئے گا کیونکہ ہم اسے تسلیم نہیں کرتے کیوں کہ دور و تسلسل اس وقت لازم آتا ہے جب اکتساب کا سلسلہ کسی بدیہی تک جاکر نہ رکے اور ایسا ہرگز نہیں ہوتا کیوں کہ سلسلۂ اکتساب کسی نہ کسی بدیہی پر جاکر رک جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو دور و تسلسل لازم آئے گا

جواب منطق نہ تو تمام کا تمام بدیہی ہے اور نہ تمام کا تمام نظری ہے کہ آپ کہیں کہ یہ بدیہی ہے اس لئے اس کی حاجت نہیں ہے بلکہ بعض علم منطق نظری ہیں اور بعض بدیہی ہیں اور نظری بھی ایسی کہ انکا حصول بدیہی سے ہو جاتا ہے اور چونکہ اس نظری کا حصول بدیہی سے ہوتا ہے اسی وجہ سے دور و تسلسل لازم نہیں آتا

ہاں اگر سارا علم منطق نظری ہوتا تو سیکھنا پڑتا
لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے کیوں کہ بعض بدیہی ہیں اور بعض
نظری اور نظری کا حصول بدیہی سے ہوتا ہے۔

② معترض نے جو اپنی دلیل پیش کی ہے اس سے یہ بات
ثابت ہے کہ منطق کے بدیہی ہونے کی صورت میں بدیہی
کو سیکھنے کی حاجت نہیں ہے اور ہماری دلیل منطق کی
حاجت کی جانب ہے نہ کہ منطق کے سیکھنے کی جانب
تو کوئی ہماری بات پر اعتراض نہیں کر سکتا۔

(وعلی ھذا القیاس)

(25)

DATE: / /
PAGE NO.

⑥ قال + اقول

☆ قال: البحث الثانی فی العلم ... الخ

① کوئی بھی علم عقل میں کب دوسرے علوم سے ممتاز ہوتا ہے۔

جواب۔ کوئی بھی علم ہو اس کا موضوع جان لینے کے بعد وہ علم عقل میں دوسرے علوم سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

② مصنف نے علم منطق کے موضوع کی بحث میں اولاً مطلق موضوع علم کی تعریف کیوں کی۔

جواب اس لئے کہ منطق کا موضوع مطلق موضوع سے خاص ہے اور خاص کا علم عام کے بعد ہوتا ہے اس لئے پہلے مطلق موضوع کی تعریف بیان کی۔

☆ فموضوع کل علم ...... الخ

③ مطلق موضوع علم کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: ہر علم کا موضوع وہ چیز ہوتی ہے وہ ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے جیسے بدن انسانی علم طب کے لئے

☆ العوارض الذاتیۃ: ھی التی .... الخ

④ عوارض ذاتیہ کی تعریف اور ان کی اقسام مع امثلہ بیان کریں؟

جواب۔ کسی شئی کے عوارض ذاتیہ وہ احوال ہیں جو شئی کو عارض ہوتے ہیں اس کی ذات کی وجہ سے یعنی لذاتہ یعنی بلا واسطہ یا اس کے جزء کے واسطے سے یا امر خارج مساوی کے واسطے سے جیسے تعجب یہ انسان کو لاحق ہوتا ہے انسان کی ذات کے واسطے سے اور حرکت بالارادہ یہ انسان کو لاحق ہوتی ہے حیوان کے واسطے سے یعنی انسان متحرک ہے اس وجہ سے کہ وہ حیوان ہے اور حیوان انسان کا جزء ہے۔

اور جیسے ضحک یہ انسان کو لاحق ہوتا ہے امر خارج مساوی

DATE: / /
PAGE NO.

(26)

یعنی تعجب کے واسطے یعنی الانسان ضاحک لانہ متعجب اور تعجب انسان کی حقیقت سے خارج اور ا کا کے مساوی ہے۔ ماتن اور شارح دونوں نے عوارض ذاتیہ کی تعریف میں دو ضمیریں ذکر کی ہیں تلحقہ لما ھو ھو" اس میں اول ضمیر ما موصول کی طرف راجع ہے اور دوسری ضمیر شیئ کی طرف راجع ہے اور لذاتہ "ھو ھو" کی ہی وضاحت ہے یعنی وہ عارض شیئ کو شیئ کی ذات کی وجہ سے عارض ہو اور اس عروض میں کسی واسطے کو داخل نہ ہو۔

☆ والتفصیل ھناک ان العوارض ---- الخ

(س) عوارض کی کتنی اقسام ہیں مع دلیل حصر بیان کریں نیز ان اقسام کو کتنے گروہ میں بانٹا گیا ہے ان کے نام بتائیں؟

جواب۔ عوارض یہ عارض کی جمع ہے عارض کہتے ہیں شیئ کا وہ اثر اور حال جو شیئ کی حقیقت سے خارج ہو اور اس شیئ پر محمول ہو اس کی چھ اقسام ہیں۔ دلیل حصر - جب ایک چیز دوسری چیز کو عارض ہو تو یہ عروض تین حال سے خالی نہیں یا تو یہ عروض معروض کی ذات کی وجہ سے ہوگا یعنی بلا واسطے ہوگی یا اس شیئ (معروض) کے جزء کے واسطے سے ہوگا یا اس شیئ (معروض) سے امر خارج کے واسطے سے ہوگا پھر وہ امر خارج چار حال سے خالی نہیں یا تو وہ امر خارج معروض کے مساوی ہوگا یا امر خارج معروض سے اعم ہوگا یا اس سے اخص ہوگا یا امر خارج معروض کے مباین ہوگا۔

پہلے تین کو عوارض ذاتیہ کہتے ہیں اور دوسرے تین کو عوارض غریبہ کہتے ہیں۔

⑥ عوارض ذاتیہ کی وجہ تسمیہ تفصیل بیان کریں؟

جواب۔ عوارض ذاتیہ کو عوارض ذاتیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذات معروض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اس میں پہلی قسم کا ذات معروض کی طرف منسوب ہونا بالکل واضح ہے کہ یہ شیئ کو بالذات یعنی بلا واسطہ عارض ہوتا ہے۔
دوسری قسم یہ ذات معروض کی طرف منسوب اسی کو عارض ہے اس طرح کہ عارض حقیقتاً منسوب ہے معروض کے جزء داخل فی الذات کی طرف اور جو چیز جزء داخل فی الذات کی طرف منسوب ہو وہ فی الجملہ ذات کی طرف بھی منسوب ہوتی ہے۔
تیسری قسم یہ منسوب الی الذات، عارض الی الذات اس طرح ہے کہ عارض حقیقتاً منسوب ہے امر مساوی للذات کی طرف اور امر مساوی منسوب ہے ذات معروض کی طرف اور قاعدہ یہ ہے کہ المستند الی المستند الشیئ الی ذالک الشیئ یعنی جو شیئ کے منسوب کی جانب منسوب ہوگا وہ شیئ کی جانب بھی منسوب ہوگا

☆ واما العارض للامر المساوی ---- الخ

⑦ عوارض غریبہ کتنے اور کون کون سے ہیں مع امثلہ و وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب۔ عوارض غریبہ تین ہیں
① جو شیئ کو امر خارج عام کے واسطے سے عارض ہو جیسے حرکت ابیض کو عارض ہوتی ہے جسم کے واسطے سے اور جسم ابیض کی حقیقت سے خارج اور اس سے اعم ہے کہ ہر ابیض جسم ہوگا لیکن ہر عکس نہیں۔
② جو شیئ کو امر خارج اخص کے واسطے سے عارض ہو

جیسے ضحک یہ حیوان کو عارض ہوتا ہے انسان کے واسطے سے اور انسان حیوان سے خارج ہے اور اخص ہے

(3) جو شیٔ کو امر خارج مباین کے واسطے سے عارض ہو جیسے حرارۃ پانی کو عارض ہے آگ کے واسطے سے اور آگ پانی کے لئے امر خارج مباین ہے۔

ان کو عوارض غریبہ کہنے کی وجہ۔

ان کو عوارض غریبہ اس لئے کہتے ہیں کہ ذات معروض کے اعتبار سے ان میں غرابت پائی جاتی ہے اس وجہ سے ان کو عوارض غریبہ کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان تینوں عوارض کا منسوب الی الذات ہونا بنسبت پہلے تین کے اتنا واضح نہیں ان کی نسبت ذات کی جانب اتنی Clear نہیں جتنی عوارض ذاتیہ کی ہے۔

☆ والعلوم لا یبحث فیھا ـ ـ ـ ـ ـ الخ

(8) علوم میں کن عوارض سے بحث کی جاتی ہے۔

جواب۔ علوم میں موضوعات کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے عوارض غریبہ سے نہیں

☆ فلهذا قال عن عوارضه ـ ـ ـ ـ ـ ـ الخ

(9) مصنف نے "عن عوارضه التی تلحقه لما ھو ھو الخ" کیوں کہا

جواب چونکہ علوم میں موضوعات کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اور عوارض غریبہ سے بحث نہیں کی جاتی اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے مصنف نے یہ کہا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ علوم میں موضوعات کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے

DATE: / /
PAGE NO.

(29)

☆ موضوع المنطق: المعلومات ------ الخ

(15) علم منطق کا موضوع کیا اور کیوں ہے؟

جواب - علم منطق کا موضوع معلومات تصوری اور معلومات تصدیقی ہیں کیوں کہ منطقی انہیں (ہی) کے ذاتی عوارض سے بحث کرتا ہے اور علم میں جس کے ذاتی اعراض سے بحث کی جائے وہی اس علم کا موضوع ہوتا ہے لہذا منطق کا موضوع معلومات تصوری اور معلومات تصدیقی کے ذریعے مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی تک پہنچتا ہے -

☆ لان المنطقی یبحث عن اعراضہا ------ الخ

(16) منطقی معلومات تصوری سے کتنی حیثیتوں سے بحث کرتا ہے مثالوں سے واضح کریں؟

جواب - دو حیثیتوں سے بحث کرتا ہے (1) کہ وہ مجہول تصوری یا مجہول تصدیقی کی طرف موصل ہوتے ہیں جیسے وہ جنس مثلاً حیوان اور فصل مثلاً ناطق جو معلوم تصوری ہیں ان سے بایں حیثیت بحث کرتا ہے کہ ان کو کیسے مرکب کیا جائے حتی کہ یہ مجموعہ مجہول تصوری مثلاً انسان تک پہنچا دے -

اور جیسے وہ متعدد قضایا مثلاً العالم متغیر و کل متغیر حادث جو معلوم تصدیقی ہیں ان سے اس حیثیت سے بحث کرتا ہے کہ ان کو کیسے ترتیب دیا جائے حتی کہ ان کا مجموعہ مجہول تصدیقی مثلاً العالم حادث تک پہنچانے والا بن جائے

(2) ان سے اس حیثیت سے بحث کرتا ہے کہ وہ ایسے موصل الی التصور موقوف ہے جیسے معلومات تصوریہ کا کلیہ، جزئیہ، ذاتیہ، عرضیہ، جنس، فصل اور خاصہ ہونا اور اس حیثیت سے بحث کرتا ہے کہ ان پر موصل الی التصدیق موقوف ہے توقف قریب کے طور پر یعنی بلا واسطہ جیسے معلومات تصدیقیہ کا قضیہ عکس قضیہ یا نقیض قضیہ ہونا یا توقف بعید کے طور پر یعنی بالواسطہ جیسے قضایا کا موضوعات و محمولات پر موقوف ہیں

پس موصل الی التصدیق قضایا ہیں بالذات موقوف ہوگا۔ اور موضوعات ومحمولات ہیں بالواسطہ کہ قضایا ان پر موقوف ہیں۔ بہر حال منطقی معلومات تصوریہ و تصدیقیہ کے ان احوال سے بحث کرتا ہے جو نفس ایصال الی المجہولات ہے یا وہ احوال ہیں جن پر ایصال موقوف ہے

☆ وهما معلومات تصديقيان ۔۔۔۔۔ الخ

(12) منطقی معلومات تصدیقیہ سے کتنی حیثیتوں سے بحث کرتا ہے؟

جواب۔ علم منطق میں معلومات تصدیقیہ کے جن احوال سے بحث کی جاتی ہے وہ تین قسم پر ہیں۔ (1) یا تو وہ احوال خود موصل الی المجہول التصدیقی ہونگے۔ جیسے معلومات تصدیقیہ کا قیاس اقترانی ہونا قیاس استثنائی ہونا۔ (2) یا تو وہ احوال ایسے ہونگے کہ ان پر موصل الی التصدیق موقوف ہوگا توقف قریب کے طور پر یعنی بلا واسطہ جیسے معلومات تصدیقیہ کا قضیہ عکس مستوی عکس نقیض ہونا۔ (3) یا وہ احوال ایسے ہوں گے کہ ان پر موصل الی التصدیق موقوف ہوگی توقف بعید کے طور پر یعنی بالواسطہ جیسے معلومات تصدیقیہ کا موضوع ہونا محمول ہونا، مقدم اور تالی ہونا

☆ بالجملة فالمنطقی ۔۔۔۔ الخ

(13) شارح نے بالجملہ سے جو خلاصہ بیان کیا ہے اسی کو بیان کریں؟

جواب۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ علم منطق میں معلومات تصوریہ و معلومات تصدیقیہ کے جن احوال سے بحث ہوتی ہے یہ احوال حقیقت میں دو قسم پر ہیں یا تو وہ احوال بذات خود موصل المجہول ہونگے یا موصل المجہول ان پر موقوف ہوگا۔ یہ دونوں قسم کے احوال معلومات

DATE: / /
PAGE NO.

(اک)

تصدیقیہ اور معلومات تصوریہ کو ان کی ذات کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ علم منطق میں معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے اور ہر وہ چیز جس کے عوارض ذاتیہ سے کسی علم میں بحث کی جائے وہ اس علم کا موضوع ہوتا ہے لہذا معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ علم منطق کا موضوع ہیں

قال + اقول (۷)

☆ قال: قد جرت العادة بان یسمی ..... الخ

① منطق کی غرض کیا ہے؟ اور منطقی کی نظر کن چیزوں میں ہوتی ہے۔
اس قال میں ماتن نے تین باتیں بیان کی ہیں

① قد جرت سے دو اصطلاحوں کا بیان ہے

② و یجب سے طبعاً ذکر موصل الی التصور کی بحث کو موصل الی التصدیق کی بحث سے مقدم ہونا چاہئے۔ ③ دوسری بات کی دلیل

سوال کا جواب۔
منطق سے غرض تحصیل مجہولات ہے اور المجہول اما تصوری او تصدیقی اور منطقی کی نظر موصل الی التصور یا موصل الی التصدیق میں ہوتی ہے۔

(ص) ☆ موصل الی التصور .... الخ

② مناطقہ کی عادت کس پر جاری ہے۔

جواب۔ مناطقہ کی عادت جاری ہے کہ وہ موصل الی التصور کا نام قول شارح اور موصل الی التصدیق کو حجت کا نام دیتے ہیں۔

☆ قد عرفت شادن الغرض .... الخ

(ص) دونوں کی وجہ تسمیہ

قول شارح = اس کا قول ہونا تو اس لئے ہے کہ یہ کثیر مرکب ہوتا ہے اور
قول مرکب کے مرادف ہے۔ اور شارح ہونا اس لئے ہے کہ یہ
ماہیات اشیاء کی وضاحت کرتا ہے۔
حجت = موصل الی التصدیق کو حجت کہنے کی وجہ۔
کیوں کہ اس کے ذریعے جو شخص مطلوب پر استدلال
کرتا ہے وہ مد مقابل پر غالب آجاتا ہے۔ یہ حج معنی غالب سے
☆ یجب ای یستحسن تقدیم ------ الخ
(4) قول شارح کی بحث کو حجت کی بحث پر بحسب الوضع مقدم
کرنے کی وجہ بیان کریں؟
جواب۔ کیونکہ موصل الی التصور، تصورات میں اور موصل التصدیق
تصدیقات میں اور تصور تصدیق پر طبعاً مقدم ہوتا ہے مقدم ہے۔
تو وضعاً بھی مقدم ہونا چاہیئے تاکہ وضع طبع کے موافق ہو جائے
☆ التصور مقدم علی التصدیق ------ الخ
(5) تصور کا تصدیق پر طبعاً مقدم ہونے کی علت؟
جواب۔ تقدم طبعی = متاخر اپنے وجود میں مقدم کا محتاج ہو لیکن مقدم
متاخرین کے لئے علت تامہ نہ ہو اور تصور، تصدیق کے لحاظ سے
ایسا ہی ہے۔ یعنی تصور تصدیق کے وجود کے لئے علت تامہ نہیں ہے
لہذا تصور تصدیق پر طبعاً مقدم ہوگا
علت تامہ = جس کے وجود کے وقت معلول کا وجود ضروری ہو۔
تصور تصدیق کی علت تامہ نہیں ہے ورنہ تصور کے پائے جانے میں تصدیق
کا پایا جانا ضروری ہوتا۔ تصدیق تصور کی محتاج کیوں ہے۔ اس لئے
کہ ہر تصدیق میں تین تصورات کا ہونا ضروری ہے۔ (1) محکوم علیہ
(2) محکوم بہ کا تصور (3) اور حکم کا تصور

کیوں کہ جو شخص ان تصورات میں سے کسی ایک تصور سے ناواقف ہو اس سے حکم کا امتناع بدیہی ہے۔ ورنہ حصول تصور سے تصدیق کا حاصل ہونا لازم آ جائے گا (یہ جزء ثانی کا جواب ہے۔)

☆ فی هذا الکلام تنبیه ۔۔۔۔۔۔۔ الخ

④ مصنف نے اپنے کلام میں کن دو فائدوں کی طرف تنبیہ کی ہے۔
جواب ۔ "فائدہ اولیٰ" تصدیق محکوم علیہ اور محکوم بہ کے تصور بالکنہ کا تقاضہ نہیں کرتی بلکہ ان کے تصور بوجہ ما کا تقاضہ کرتی ہے۔
فائدہ ثانی :۔ مصنف نے هو الحکم لامتناع الحکم کا لفظ دو مرتبہ بول کر اس بات پر تنبیہ کی ہے کہ مناطقہ کے ہاں حکم کا اطلاق بطریق اشتراک دو معنوں پر ہوتا ہے۔ ① "النسبة الایجابیة او السلبیة" جس کو نسبت حکمیہ کہتے ہیں۔ ② "ایقاع النسبة او انتزاعها" پس تو مصنف نے پہلے لفظ حکم بول کر پہلا معنی مراد لیا اور دوسرے جگہ لفظ حکم بول کر دوسرا معنی مراد لیا ہے۔ تو مصنف نے دو جگہ لفظ حکم بول کر اور دونوں جگہ الگ الگ معنی مراد لے کر حکم کے معنی کے تغایر پر تنبیہ کی ہے۔

☆ فلو کان الحکم مستدعیا ۔۔۔۔۔ الخ

⑤ اگر دونوں جگہ حکم سے مراد نسبت حکمیہ ہو یا دونوں جگہ ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت ہو تو کیا خرابی لازم آئے گی؟
جواب ۔ اس کی کل چار صورتیں بن سکتی ہیں۔
① اول سے مراد نسبت حکمیہ اور ثانی سے مراد ارتفاع نسبت اور ارتفاع نسبت جو کہ مصنف کی مراد ہے۔
② دونوں جگہ لفظ حکم سے مراد نسبت ایجابیہ اور سلبیہ ہو
③ دونوں جگہ ایقاع نسبت اور ارتفاع نسبت مراد ہو

④ اول سے مراد ایقاع نسبت اور ثانی سے مراد نسبت حکمیہ مراد ہو
ان تمام میں اول صورت درست ہے باقی تین باطل ہیں۔

① ثانی کی بطلان کی وجہ ہے اگر یہ صورت مراد لے لی جائے تو اس صورت میں مصنف کی عبارت "لامتناع الحکم ممن جہل" کا کوئی درست معنی نہیں بنے گا۔ معنی یہ ہوگا کہ ہر تصدیق میں نسبت حکمیہ کا تصور ضروری ہے ورنہ نسبت حکمیہ ممتنع ہو جائے گی۔ اس سے تو یہ لازم آرہا ہے کہ نسبت حکمیہ موقوف ہے نسبت حکمیہ کے تصور پر حالانکہ نفس الامر اور حقیقت میں نسبت حکمیہ نسبت حکمیہ کے تصور پر موقوف نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی پائی جاتی ہے۔

② ثالث کے بطلان کی وجہ ہے اگر یہ صورت مراد لیں تو عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر تصدیق میں ایقاع النسبۃ اور ارتفاع نسبت کا تصور بھی ضروری ہے ورنہ ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت ممتنع ہوگا اور یہ مطلب بھی باطل ہے اس لئے کہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر تصدیق میں تصور ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت ضروری ہے ورنہ ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت ممتنع ہوگا۔ اور یہ مطلب بھی باطل ہے کہ اس صورت میں لازم آئے گا۔ کہ ہر تصدیق ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت کے تصور پر موقوف ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ "ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت" کا دوسرا نام تصدیق ہے تو جیسے ہی ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت ہوتا ہے تصدیق پائی جاتی ہے اس لئے ایقاع نسبت یا ارتفاع نسبت کا تصور ضروری نہیں ہے۔ تصدیق تو ایک ادراک کا نام ہے۔ تصدیق کا حصول ادراک کے تصور پر موقوف نہیں ہے اس کو اسی پر موقوف کرنا باطل ہے۔

35

DATE: / /
PAGE NO.

☆ فلو کان مراد بہ ایقاع النسبۃ .... الخ

(1) دونوں جگہ ایقاع نسبت مراد نہ ہونے پر دی گئی دلیل پر وارد ہونے والا اعتراض مع جواب تحریر کریں؟

جواب اعتراض -

آپ کی یہ دلیل کہ تصدیق ادراک کے تصور پر موقوف نہیں ہے یہ دلیل جمہور مناطقہ کے اعتبار سے تو درست ہے کہ ان کے نزدیک تصدیق ایک ادراک کا نام ہے لیکن متاخرین مناطقہ کے نزدیک یہ دلیل مسلم نہیں ہے۔

کیونکہ ان کے نزدیک تصدیق نفس کے افعال اختیاریہ میں سے ایک فعل ہے افعال اختیاری پہ شعور کے بغیر ان کے تصور کے بغیر صادر نہیں ہوتے یعنی نفس کا کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کا تصور کرنا ہوتا ہے اسی کے بعد وہ کام صادر ہوتا ہے لهذا تصدیق کے لئے اولاً ادراک کا تصور ضروری ہوگا۔

یعنی اب تصدیق تصور حکم کا تقاضا کرے گی -

صغری

کبری

حصول التصدیق موقوف علی حصول الحکم - و حصول الحکم موقوف علی تصورہ

نتیجہ فحصول التصدیق موقوف علی تصور الحکم

نوٹ :- اس اعتراض کی تائید میں معترض نے مزید اقوال ذکر کئے ہیں (1) شارح کا جواب :- مصنف نے شروع میں بیان کیا تھا "ان کل تصدیق لا بد فیہ من تصور المحکوم علیہ و المحکوم بہ کذالک والحکم۔

اسی حکم سے مراد اگر تصور حکم لیں تو تصدیق کے اجزاء کل پانچ ہوجائیں گے (1) تصور محکوم علیہ (2) تصور محکوم بہ (3) تصور نسبت حکمیہ (4) تصور حکم (5) حکم

کیوں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حکم تصدیق کا جزء ہے۔
لہذا تصور حکم کو تصدیق کے اجزاء میں شامل نہیں کریں گے
ورنہ اس کے اجزاء چار سے زائد ہو جائیں گے۔
مصنف کی عبارت "لا بد" میں "فلعل" اس بات پر دال ہے کہ حکم تصدیق کا جزء ہے اگر "لعل" ہوتا تو شارح کہہ سکتے تھے۔ لہذا مصنف بھی حکم کو تصدیق کا جزء مانتے ہیں۔

قال + اقول - (۸)

☆ قال- اما المقالات .... الخ

① کیا منطقی کو منطقی ہونے کی حیثیت سے الفاظ سے کوئی مطلب ہے اگر نہیں تو کیوں نہیں پھر بھی منطقی الفاظ سے بحث کیوں کرتا ہے؟

جواب۔ منطقی کو منطقی ہونے کی حیثیت سے الفاظ سے کوئی مطلب نہیں۔ کیوں کہ منطقی تو قول شارح اور حجت اور ان کی کیفیت ترتیب سے بحث کرتا ہے اور یہ بحث معانی پر موقوف ہے الفاظ پر موقوف نہیں ہے کیوں کہ جو امر تصور تک پہنچاتا ہے وہ لفظ جنس اور لفظ فصل نہیں ہے بلکہ ان کے معانی ہیں اسی طرح تصدیق تک پہنچانے والے قضایا کے مفہوم ہیں نہ کہ ان کے الفاظ پر موقوف ہے اس لئے الفاظ کی بحث بالعرض اور قصد ثانوی کے طور پر مقصود ہوگی بالذات یہ بحث مقصود نہیں۔

② مصنف دلالت کی بحث کیوں لاتے ہیں اور اس کو مقدم کیوں کئے؟

جواب۔ الفاظ کی بحث اس حیثیت سے نہیں کی جاتی کہ یہ معدوم ہے یا موجود ہے یا جوہر ہے یا عرض ہے بلکہ الفاظ سے بحث اس

حیثیت سے کی جاتی ہے کہ وہ معانی پر دلالت کرتے ہیں کسی
لئے مصنف دلالت کی بحث لائے اور اس کو مقدم کر دیا۔

(3) دلالت کی تعریف اور اس میں دال اور مدلول کی وضاحت کریں؟
نیز دلالت کی کتنی اقسام ہیں مع تعریف و امثلہ بیان کریں؟

جواب۔ دلالت کی تعریف۔ ھی کون الشیئ بحیث یلزم من العلم بہ
العلم بشیئ آخر۔ یعنی کسی شیئ کا اسی طرح ہونا کہ اس
کے جاننے سے دوسری شیئ نامعلوم کا جاننا لازم آئے شیئ
اول کو دال اور ثانی کو مدلول کہتے ہیں۔
دلالت کی دو قسمیں ہیں۔ (1) لفظیہ (2) غیر لفظیہ

☆ والشیئ الاول ھو دال ------ الخ

(4) دلالت لفظیہ کی اقسام بطریق دلیل حصر مع امثلہ نیز بیان کون سی
دلالت مقصود ہے؟

جواب۔ دلالت لفظیہ یا تو وضع واضع کے لحاظ سے ہوگی جیسے انسان
کی دلالت حیوان ناطق پر یہی وضعیہ ہے۔ یا اس لحاظ
سے نہ ہوگی یہ بھی دو حال سے خالی نہیں ہوگی۔ یا تو اقتضاء
طبع کے لحاظ سے ہوگی جیسے اُح اُح کی دلالت درد پر کہ
بولنے والے کی طبیعت اس کو بولنے کی مقتضی ہوتی ہے درد
کے وقت یہی طبعیہ ہے۔ یا اس کے علاوہ ہو اور یہی
دلالت عقلیہ ہے جیسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دیئے جانے والے
لفظ کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔ یہاں مقصود دلالت
لفظیہ وضعیہ ہے۔ باقی سے یہی کوئی مطلب نہیں۔

☆ وھی اما مطابقۃ او تضمن او التزام ------ الخ

(5) دلالت لفظیہ وضعیہ کی تعریف اس کی اقسام اور کیوں اور ہر ایک کی تعریف
مثال سے واضح کریں؟

جواب:- دلالت لفظیہ وضعیہ :- وہ دلالت ہے جس میں دال اپنے مدلول پر واضع کی وجہ سے دلالت کرے جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔ اس کی تین اقسام ہیں

① مطابقی ② تضمنی ③ التزامی

① مطابقی :- وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ معنی پر دلالت کرے اس واسطے سے کہ وہ لفظ اس معنی مدلول کے لئے وضع کیا گیا ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر اس واسطے سے ہے کہ انسان کو حیوان ناطق کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

② دلالت تضمنی :- وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جزء پر دلالت کرے اس واسطے سے کہ وہ لفظ ایسے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے کہ وہ معنی مدلول اس معنی موضوع لہ میں داخل اور اس کا جزء ہے۔ جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر اس واسطے سے کہ انسان حیوان ناطق کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

③ التزامی :- وہ دلالت لفظیہ وضعیہ: جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرے اس واسطے سے کہ وہ معنی مدلول اس معنی موضوع لہ سے خارج اور اس کو لازم ہے۔ جیسے۔ انسان کی دلالت قابل علم پر اس واسطے سے کہ انسان ایسے معنی موضوع لہ کے لئے وضع کیا گیا ہے کہ وہ یہ معنی مدلول (قابلیت علم) اس معنی موضوع لہ سے خارج اور اسی کو لازم ہے۔

☆ اما تسمیۃ الدلالۃ بالمطابقۃ ... الخ

DATE: / /
PAGE NO.

39

⑥ دلالت کی تمام اقسام کی وجہ تسمیہ بیان کردیں۔

جواب: دلالت مطابقی کی وجہ تسمیہ:۔

① دلالت مطابقی اس لئے کہتے ہیں کہ مطابقہ کا معنی ہے موافقت اور برابری جیسے جب دو چیزیں بالکل برابر ہوں تو کہا جاتا ہے طابق النعل بالنعل۔ تو چونکہ اسی دلالت میں لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرتا ہے تو گویا دال اور مدلول کے درمیان موافقت اور برابری ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کو دلالت مطابقیہ کہتے ہیں

② دلالت تضمنی کی وجہ تسمیہ:۔
تضمنی کو تضمن اس لئے کہتے ہیں کہ تضمن کا معنی ہوتا ہے ضمن میں لینا تو چونکہ اس دلالت میں معنی موضوع لہ کے جزء پر دلالت ہوتی ہے جو کہ معنی موضوع لہ کے ضمن میں ہوتا ہے اسی وجہ کہتے ہیں

③ دلالت التزامی کی وجہ تسمیہ:۔
دلالت التزامی کو التزام اس لئے کہتے ہیں کہ التزام کا معنی ہوتا ہے لازم ہونا اور چونکہ اسی دلالت میں لفظ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو معنی موضوع لہ کو لازم ہوتا ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں۔

☆ ⑦ انما قید حدود الدلالات الثلاث ...... الخ

⑦ مصنف نے دلالت ثلاثہ کی تعریف کو توسط وضع کی قید سے مقید کیوں کیا؟

جواب۔ اگر دلالت ثلاثہ کی تعریفات کو توسط وضع کی قید کے ساتھ مقید نہ کرتے تو بعض دلالت کی تعریفات دوسرے بعض سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی لئے کہ یہ ممکن ہے کہ ایک لفظ کل اور جزء کے درمیان مشترکہ

ہو جیسے امکان۔ یہ امکان عام اور امکان خاص کے درمیان مشترک ہے
اور امکان عام یہ امکان خاص کا جزء ہے
امکان خاص :۔ "سلب ضرورۃ عن جانبین" امکان :۔ "سلب ضرورۃ عن
جانب واحد" اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک لفظ لازم اور ملزوم دونوں کے
درمیان مشترک ہو جیسے شمس یہ جرم اور ضوء دونوں کے لئے وضع کیا گیا ہے
اور جرم مخصوص ملزوم ہے اور ضوء لازم ہے تو اسی طرح کل چار صورتیں متحقق ہوگئیں

1. لفظ بول کر کل مراد لیا جائے جیسے۔ امکان بول کر امکان خاص مراد لیا جائے
2. لفظ بول کر جزء مراد لیا جائے جیسے۔ امکان بول کر امکان عام مراد لیا جائے
3. لفظ بول کر ملزوم مراد لیا جائے جیسے۔ شمس بول کر جرم مخصوص مراد لیا جائے
4. لفظ بول کر لازم مراد لیا جائے جیسے شمس بول کر ضوء مراد لیا جائے

★ قوله : لولم یقید حد دلالۃ المطابقۃ ۔۔۔۔ الخ

(8) اگر دلالت مطابقہ کو توسط وضع کی قید سے مقید نہ کیا جاتا تو کیا ہوتا؟

جواب ۔ مذکورہ چار صورتیں متحقق ہونے کے بعد اسی کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اگر دلالت مطابقہ کو توسط وضع کی قید کے ساتھ مقید نہ کیا جائے تو دلالت مطابقی کی تعریف کا حاصل یہ ہوگا کہ دلالت مطابقی "وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے" یہ تعریف تضمن اور التزام سے ٹوٹ جاتی ہے یعنی یہ دونوں دلالت مطابقی کی تعریف میں داخل ہو جائیں گی اور مطابقی کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں رہتی۔

"اما الانتقاض بدلالۃ التضمن"

وہ اس طرح کہ جب لفظ امکان بول کر اس سے مراد امکان خاص لیں تو اسی صورت میں لفظ امکان کی دلالت امکان خاص پر ~~دلالت~~ مطابقی ہوگی کیونکہ دلالت ما وضع لہ پر ہو رہی ہے اور امکان عام پر تضمن

ہوگی کیونکہ امکان عام امکان خاص کا جزء ہے۔
لیکن لفظ امکان کی دلالت امکان عام پر تضمنی ہونے کے ساتھ
ساتھ یہ بات بھی صادق آ رہی ہے کہ امکان کی دلالت امکان عام
پر مطابقی ہو رہی کیونکہ لفظ امکان جس طرح امکان خاص کے لئے
موضوع ہے اسی طرح امکان عام کے لئے بھی موضوع ہے اب دلالت
تضمنی مطابقی میں داخل ہوگئی اور مطابقی کی تعریف دخول غیر سے
مانع نہ رہی - لیکن جب ہم نے دلالت مطابقی کو توسط وضع کی قید
کے ساتھ مقید دیا تو اب یہ دلالت مطابقی سے خارج ہو جائے گی
کیوں کہ لفظ امکان کی دلالت امکان پر اسی خاص صورت میں
یعنی جب امکان خاص مراد لیا جائے (ما وضع لہ سے ہو رہی ہے
اس واسطے سے کہ لفظ امکان امکان خاص کے لئے موضوع ہے -

دلالت التزامی کے ذریعے ٹوٹ جانا مطابقی کا -

وہ اس طرح کہ جب ہم لفظ شمس بول کر اس سے مراد جرم مخصوص
لیں تو دلالت مطابقی ہوگی اور ضوء پر التزامی ہوگی کہ ضوء یہ جرم
مخصوص کو لازم ہے لیکن جس طرح لفظ شمس کی دلالت ضوء
پر دلالت التزامی ہے اسی طرح یہ بات بھی صادق آتی ہے کہ لفظ شمس
کی دلالت ضوء پر مطابقی ہو کہ لفظ شمس جس طرح جرم مخصوص کے لئے موضوع ہے اسی
طرح ضوء کے لئے بھی موضوع ہے۔ لہذا دلالت التزامی دلالت مطابقی میں داخل ہو رہی
ہے اور مطابقی التزامی پر بھی صادق آ رہی ہے لیکن جب ہم نے دلالت مطابقی کو توسط
وضع کی قید کے ساتھ مقید کر دیا تو اب یہ دلالت التزامی دلالت مطابقی میں داخل
نہ ہوگی کیوں کہ لفظ شمس کی دلالت ضوء پر اس خاص صورت میں (جب لفظ شمس
سے جرم مخصوص مراد لیا جائے) اس واسطے سے ہے کہ لفظ شمس جرم مخصوص کے لئے
موضوع ہے اور ضوء اسی جرم مخصوص کو لازم ہے -

محمد عرفان

(وعلی ھذا قس)

(۹) قال > لیشترط فی الدلالۃ الالتزامیۃ ـــــ ـــ ـــــ فی الخارج

اقول > دلالت التزامی وہ ہے جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے خارج پر ہو تو اس میں یہ بات ظاہر و باہر کہ لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے خارج پر نہیں ہوتی بلکہ ایسے امر خارج پر ہوتی جو معنی موضوع لہ کو لازم ہے

☆ دلالت التزامی لزوم ذہنی کی شرط ہوتی ہے

لزوم ذہنی کی تعریف > کسی امر خارج کا اس حیثیت سے ہونا کہ ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور حاصل ہو ذہن میں

☆ اگر دلالت التزامی میں یہ شرط نہ ہو تو لفظ سے امر خارج کا فہم محال ہوگا کیونکہ لفظ کی دلالت اپنے معنی موضوع پر وضع کے اعتبار سے دو امور کی وجہ سے ہوتی ہے یا تو اس وجہ سے کہ لفظ اس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے یا اس وجہ سے کہ معنی موضوع کے مفہوم سے لازم کا مفہوم حاصل ہوتا ہے اور لفظ کو امر خارج کے لیے وضع نہیں کیا گیا تو اگر دلالت التزامی میں یہ شرط نہ ہو تو لفظ اپنے معنی پر دلالت نہیں کرے گا

لزوم خارجی کی تعریف > کسی امر خارج کا اس حیثیت سے ہونا ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور حاصل خارج میں

☆ دلالت التزامی میں لزوم خارجی کی شرط نہیں ہوتی کیونکہ اگر لزوم خارجی شرط ہوتی تو شرط کے بناء مشروط نہیں پایا جاتا لہذا لازم باطل (لازم سے مراد لزوم خارجی کے بغیر بھی دلالت التزامی پائی جاتی تھی) تو ملزوم بھی باطل (یعنی دلالت التزامی کے لئے لزوم خارجی کا شرط ہونا بھی باطل ہو گیا۔

بطلان ملزوم > ملزوم سے مطلب یہ ہے کہ دلالت التزامی کے لئے لزوم خارجی شرط نہیں کیونکہ اگر شرط ہوتی تو مشروط شرط کے بغیر نہیں پایا جاتا حالانکہ مشروط لزوم خاص خارجی کے بغیر پایا جاتا ہے

بطلان لازم ← لازم سے مراد تھا کہ دلالت التزامیہ لزوم خارجی کے بنا نہیں پائی جا سکتی یہ بھی باطل ہے کیونکہ لفظ عمی جسکا معنی اندھا ہے حالانکہ اندھا اسے ہی کہا جائیگا جو دیکھ سکتا ہے مگر دیکھ نہیں پاتا ہیں اگر لزوم خارجی شرط ہوتا ہے تو عمی اور بصر میں لزوم کبھی نہیں ہوتا کیونکہ خارجی میں یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد میں آپس میں لازم ملزوم نہیں ہیں

اعتراض - عمی کی دلالت بصر پر دلالت التزامی ہوتی ہے حالانکہ دلالت التزامی نہیں ہونی چاہئے بلکہ دلالت تضمنی ہو کیونکہ بصر عمی کے مفہوم کا جزء ہے ایک جزء عدم اور ایک بصر

جواب ← عمی کا معنی عدم بصر ہے نہ کہ عدم و بصر کیونکہ ان دونوں میں تضاد ہے لہذا تضمنی کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

قال ← (۱۵) والمطابقۃ لا تستلزم - ــــ بدون المتبوع

أقول ← دلالت مطابقی دلالت تضمنی کو مستلزم نہیں ہوتا یعنی یہ ضروری نہیں کہ جہاں دلالت مطابقی پائی جائے گی وہاں تضمنی بھی پائی جائیگی اسی طرح دلالت مطابقی دلالت التزامی کو مستلزم نہیں ہے لیکن تضمنی والتزامی مطابقی کو مستلزم ہیں یعنی جس جگہ تضمنی والتزامی پائیں جائیں گی وہاں دلالت مطابقی ضرور پائی جائے گی -

☆ ان تینوں دلالتوں کے درمیان عام وخاص مطلق کی نسبت ہے

☆ دلالت مطابقی تضمنی کو مستلزم نہیں ہے وہ اس طرح کہ لفظ کا معنی مطابقی بسیط ہو اس طرح کہ اس کا کوئی جزء نہ ہو لہذا اس معنی بسیط پر لفظ کی دلالت مطابقی تو ہوگی لیکن اس معنی کا جزء نہ پائے جانے کی وجہ سے تضمنی نہ ہوگی .

☆ اسی طرح دلالت مطابقی التزامی کو بھی لازم نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہر ماہیت کے لئے ایسا لازم کہ ماہیت کے تصور سے لازم کا تصور لازم نہ آئے

عند الامام ← صاحب کتاب نے دعوی کیا کہ دلالت مطابقی التزامی کو مستلزم نہیں ہے لیکن علامہ رازی اس پر اپنی رائے پیش کر رہے ہیں کہ مطابقی کے ساتھ تضمنی کا پایا جانا تو ضروری نہیں ہے لیکن مطابقی التزامی کو مستلزم ہے یعنی مطابقی معنی کے لئے کوئی نہ کوئی ضرور ہوگا اور اس لازم کا ادنی درجہ ہے کہ اس شئی کا اسکے علاوہ غیر نہ ہوگا

جواب ← لازم کا ادنی درجہ یہ ہے کہ کم از کم اسکا غیر نہیں ہے یہ تو بعید ہے اکثر اوقات شئی کا غیر موجود

ہوتا ہے پھر بھی اس شیٔ کا خیال آتا ہے نہیں تو جب شیٔ موجود نہ ہو تو اسکا خیال کیسے آئیگا یعنی ملزوم سے (لازم) کا خیال کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ جو ہوتا ہے بسا اوقات اسکا خیال نہیں آتا تو جو ہوئی نہیں اسکا خیال کیا #

أما محمار ای التضمن ← تضمنی والتزامی مطابقی کے بغیر نہیں پائے جا سکتے کیونکہ ان دونوں کی حیثیت تابع کی طرح ہے اور تابع متبوع کے بغیر نہیں پایا جا سکتا۔

سوال ← مصنف نے تابع کی تعریف میں حیثیت کی قید کیوں لگائی
جواب۔ تابع اسم سے احتراز کرنے کے لئے لگائی گئی۔

(11)
محال والدال بالمطابقۃ ——— المطابقۃ فی القسمۃ
- مرکب مفرد۔
وہ لفظ جو مطابقی طور پر اپنے طور پر اپنے معنی میں دلالت کر رہا ہو اب یا تو اسکے لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرے گا یا پھر اسکے لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت نہیں کرے گا اگر دلالت کرے تو مرکب ہوگا ورنہ مفرد۔
مرکب کی مثال ← جیسے رأمی الحجارۃ دونوں لفظ اپنے معنی پر دلالت کر رہے ہیں مرکب ہونے کے لئے شرائط ہیں۔ (1) لفظ کا جزء ہو (2) لفظ کے جزء کی دلالت معنی پر ہو (3) اور وہ معنی لفظ سے مقصود معنی کا جزء ہو (4) نیز لفظ کے جزء کی دلالت معنی مقصود کے جزء پر مقصود ہو لہذا جو چیز اس طرح کی نہیں ہوگی تو وہ خارج ہو جائے گی۔

مرکب کی تعریف سے یہ چند چیزیں خارج ہو جائیں گی۔
(1) وہ لفظ جس کا کوئی جزء نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام
(2) وہ لفظ جس کا جزء تو ہے لیکن معنی پر دلالت نہ ہو جیسے لفظ زید
(3) وہ لفظ جس کا جزء بھی ہو اور لفظ اس معنی پر دلالت کر رہا ہو لیکن یہ معنی معنی مقصود کا جزء نہ ہو جیسے عبد اللہ علم ہونے کی صورت میں
(4) وہ لفظ جس کا جزء ہو اور یہ جزء معنی پر دلالت کر رہا ہو لیکن یہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق علم ہونے کی صورت میں

اعتراض ← مفرد طبعی طور پر مرکب سے مقدم ہے لیکن آپ نے اسکو وضعی طور پر مؤخر کر دیا

جواب ← مفرد اور مرکب میں دو اعتبار ہیں ایک ذاتی ایک مفہومی اگر آپ کا یہ قول

کہ مفرد مرکب پر مقدم ہوتا ذاتی طور پر تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہاں پر اسے مقدم نہ کرنا تعریف کی وجہ سے ہے کیونکہ تعریف ذات کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ مفہوم کے اعتبار سے ہوتی اس لئے اسکو مؤخر کر دیا۔

اور اگر آپ کا قول کہ مفرد مرکب پر مقدم ہوتا ہے مفہوم کے اعتبار سے تو اسے ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ مرکب کا وجودی ہے اور مفرد کا مفہوم عدمی ہے اور تصور میں وجود پہلے ہے اور عدم بعد میں ہے اگرچہ نفس الامر میں عدم پہلے ہے اور وجود بعد میں

☆ مصنف مقسم میں دلالت مطابقی کا اعتبار کیا نہ کہ تضمنی والتزامی کا اسلئے کہ ترکیب لفظ و افراد لفظ میں معتبر وہ یہ ہے کہ لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت کرے اور دلالت نہ کرے نہ کہ یہ معتبر ہے کہ لفظ کا جزء معنی تضمنی والتزامی کے جزء پر دلالت کرے یا دلالت نہ کرے

اور اگر دلالت تضمنی والتزامی کا اعتبار کرتے ترکیب و افراد میں تو لازم آتا کہ وہ لفظ جو مرکب ہو ایسے دو لفظوں سے جنکو وضع کیا گیا ہے معنی بسیط کے لئے مفرد ہو جائے کیونکہ لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ اس کے لئے کوئی جزء نہیں ہوتا
اور لازم آتا کہ وہ لفظ جو مرکب ہے ایسے دو لفظوں سے جنکو وضع کیا گیا ایسے معنی کے لئے جس کے لئے لازم ذہنی بسیط ہو مفرد ہو جائے اسلئے کہ لفظ کے جزء میں سے کسی چیز کی دلالت معنی التزامی کے جزء پر نہیں ہوتی۔
فیہ نظر ← یہاں پر مصنف نے اپنی بیان کردہ تشریح پر ہونے والی نظر کو بیان کر رہے ہیں وہ اس طرح کہ یہاں پر دو لفظ ہیں اور دونوں کا معنی بھی ہے ساتھ میں معنی پر دلالت بھی ہے تو لفظ کے جزء کی دلالت معنی کے جزء پر ہونے کی وجہ سے مرکب ہو گیا لیکن ہم نے کہا کہ یہ دونوں معنی بسیط ہیں اور اس اعتبار سے اگر ایک معنی پر بات کی جائے یہ تضمنی ہے اور ابھی آپ نے ثابت کیا کہ یہاں معنی تضمنی بسیط ہے اسکا کوئی جزء نہیں تو جسکا کوئی جزء نہ ہو اسے مفرد کہتے ہیں پس مطابقی کے اعتبار سے مرکب ہو گیا اور تضمنی کے اعتبار سے مفرد ہو گیا لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مفرد و مرکب ہونا الگ الگ اعتبار سے ہو رہا ہے جیسے کہ عبد اللہ قبل علم اور بعد علم۔

اس کا جواب یہ ہے کہ الگ الگ اعتبار سے مفرد و مرکب ہو تو سکتا ہے لیکن یہاں الگ الگ اعتبار کیا نہیں جا سکتا کیونکہ ہم نے پہلے ہی ثابت کر دیا کہ تضمنی والتزامی مطابقی کے بغیر نہیں پائے جائیں گی کیونکہ تضمنی تو مطابقی کا جزء ہے اور جزء اپنے کل کے ساتھ اس ہی اعتبار سے پایا جاتا ہے جس اعتبار سے مطابقی پایا جاتا ہے اسی طرح جو بھی لفظ معنی التزامی پر دلالت کرے گا تو لازمی طور پر مطابقی معنی پر بھی دلالت کرے گا کیونکہ مفرد مرکب ہونا

مطابقی کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ تضمنی والتزامی کے اعتبار سے الگ الگ اعتبار سے نہیں کیا جا سکتا ہیں جب الگ الگ اعتبار نہیں ہو سکتا تو ایک اعتبار سے مفرد اور ایک اعتبار سے مرکب نہیں ہو سکتا ہاں اگر ایسا ہو جائے کہ معنی تضمنی بسیط نہ ہو تو پھر مفرد و مرکب کا اعتبار کیا جا سکے گا اور افراد و ترکیب مطابقی کے اعتبار سے ہوتا ہے

(12)

قال > وھو ان لم یصلح — ——— — لم یدل فھو الاسم

أقول > لفظ مفرد کی ۳ قسمیں ہیں اداۃ ۔ کلمہ ۔ اسم ۔

اداۃ کی تعریف > وہ لفظ جو اکیلا اپنے معنی کو ظاہر کرنے کی صلاحیت نہ رکھے جیسے کہ فی

سوال > اداۃ کے بیان میں مصنف نے دو مثالیں کیوں بیان کیں؟
جواب > دو مثالیں اسلئے کہ اداۃ دو طرح کے ہوتے ہیں بعض تو وہ ہیں جو بالکل بھی اپنے بارے میں خبر دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے جیسے کہ زید فی الدار۔ یہاں جو خبر ہے وہ حصول یا حاصل ہے فی خبر واقع نہیں ہے کیونکہ اسکے بارے میں خبر نہیں دی جا رہی ہے یعنی یہ اکیلا بھی اپنا معنی نہیں بتا سکتا اور کسی کے ساتھ ملانے سے بھی سے اپنا معنی نہیں بتائے گا۔ اور بعض وہ ہوتے ہیں جو مل کر تو خبر دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن اکیلے نہیں جیسے کہ زید الحجر۔ تو اس مثال میں "لا" بھی اپنے معنی کی خبر دے رہا ہے اور اخبار میں اسکا دخل ہے کیونکہ اس جملے میں "لا" کے بغیر خبر اپنا درست معنی بتانے کے قابل نہیں

کلمہ کی تعریف > وہ لفظ جو اکیلا اپنے معنی کو ظاہر کرنے کی صلاحیت رکھے اور تینوں زمانوں میں کسی ایک سے ملا ہو

اعتراض > ادوات وہ ہوتے ہیں جو مخبر بہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور افعال ناقصہ بھی تو مخبر بہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو افعال ناقصہ ادوات میں داخل ہو جائیں گے اس تعریف کی وجہ سے
جواب > اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ادوات دو طرح کے ہوتے ہیں زمانی، غیر زمانی اور افعال ناقصہ ادوات زمانی ہوتے ہیں
اسم کی تعریف > وہ لفظ جو اکیلا اپنے معنی کو ظاہر کرنے کی صلاحیت رکھے اور تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ سے ملا ہوا نہ ہو

مراد بھیئتہ > ھیئت سے مراد وہ صورت ہے جو حاصل ہو حروف اس کے تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے اور اسکے حرکات و سکنات کے اعتبار سے یہی صورت کلمہ ہوتی ہے

اینما قید حد الکلمۃ > کلمہ کی تعریف کو مقید کیا گیا ھیئت کی قید سے ان الفاظ کو نکالنے کے لئے جو زمانہ پر دلالت کرتے ہیں اپنے جوہر و مادہ کے اعتبار سے نہ کہ ھیئت کے اعتبار سے جیسے کہ لفظ زمان امس یوم صبح و شام وغیرہ

تو انکی دلالت زمانہ پر اپنے جوہر مادہ کے اعتبار سے ہے نہ کہ ہیئت کے اعتبار سے برخلاف ان کلمات کے جنکی دلالت زمانہ پر ہیئت کے اعتبار سے ہوتی ہے اس کی یہ بات گواہی دیتی ہے کہ اگرچہ مادہ ایک ہو مگر ہیئت کے اعتبار سے اختلاف سے زمانہ مختلف ہوجاتا ہے اگرچہ مادہ مختلف ہو مگر ہیئت کے اتحاد سے زمانہ ایک ہی ہوگا جیسے کہ ضرب وطلب دونوں کی ہیئت مختلف ہے مگر زمانہ اور مادہ ایک ہے

اعتراض ← اگر یہ بات مان لی جائے کہ کلمہ اپنی ہیئت کے ساتھ زمانہ پر دلالت کرنے والا ہے تو اس سے کلمہ کا مرکب ہونا لازم آئیگا کیونکہ کلمہ کی اپنے مادہ کے اعتبار سے معنی مصدری پر دلالت ہوتی ہے اور اپنی ہیئت کے اعتبار سے زمانہ پر دلالت ہوتی ہے تو کلمہ کا جزء اپنے معنی کے جز پر دلالت کرنے والا ہے تو یہ مرکب ہو جائیگا حالانکہ لفظ مفرد کی قسم ہے ۔

جواب ← ترکیب کے لئے ان اجزاء کا ہونا ضروری ہے جو سنے ہوئے ہوں اور وہ اجزاء الفاظ ہیں یعنی ترکیب کے لئے الفاظ کا ہونا ضروری ہے اور حروف اپنے مادہ وہیئت کے ساتھ اجزاء کے درجہ میں نہیں ہوتے یعنی الفاظ نہیں ہوتے جب الفاظ نہیں ہوتے تو ترکیب بھی لازم نہیں آئیگی

والتقیید بالمعین ← کلمہ کو مقید کرنا لفظ معین سے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو قید حسن ہے اسلئے کہ کلمہ تو دلالت کرنے والا ہی ہوتا ہے زمانہ پر

وجہ تسمیہ ← اسلئے کہ یہ الفاظ کی اپنی تمام قسموں پر بلند ہوتا ہے اور مشتمل ہوتا ہے مسمی کے معنی پر

وجہ تسمیہ کلمہ ۔ اسلئے کہ یہ کلم سے مشتق ہے اس کا معنی ہوتا ہے زخم کرنا اور وہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ بدلتا رہتا ہے

وجہ تسمیہ اداۃ ← اسلئے کہ یہ الفاظ کو بعض دوسرے الفاظ سے ملانے میں آلہ ہوتا ہے ۔

(13)

قال ← وج اما ان یکون معناہ ——— والرجل الشجاع ۔

اقول ← اسم کی دو قسمیں ہیں متحد المعنی، متکثر المعنی ۔ متحد المعنی کی تین قسمیں، علم، متواطی، مشکک

علم کی تعریف ← لفظ کا ایک معنی ہو اور متعین ومتشخص ہو یعنی اسکو کثیرین پر نہ بولا جاتا ہو جیسے کہ زید اسکو نحویوں کی اصطلاح میں علم اور منطقیوں کی اصطلاح میں جزء حقیقی کہتے ہیں

متواطی کی تعریف ← لفظ کا معنی متعین ومتشخص نہ ہو یعنی وہ اس بات کی صلاحیت رکھے اسکو کثیرین پر بولا جاسکے بلکہ وہ اپنے افراد پر برابر برابر صادق آئے تو اسکو متواطی کہتے ہیں کیونکہ اس میں الفاظ معنی کے موافق ہوتے ہیں ۔

مشکک کی تعریف ← لفظ کا معنی اپنے افراد پر برابر صادق نہ آئے بلکہ اسکا حصول بعض میں بمقابل بعض کے اولی اقدم ہو۔

مشکک کے تشکیک کی تین قسمیں ہیں۔

① بالاولویۃ ← افراد کا اختلاف ہو اولویت وعدم اولویت میں جیسے وجود کا حصول واجب میں بمقابل ممکن میں حصول کے اولی ہو۔

② بالتقدم والتاخر ← لفظ کے معنی کا حصول بعض میں بمقابل دوسرے بعض میں حصول سے مقدم ہو جیسے وجود کا حصول واجب بمقابل ممکن میں حصول سے مقدم ہے

③ بالشدۃ والضعف ← لفظ کے معنی کا حصول بعض میں مقابل دوسرے بعض میں حصول سے اشد ہو جیسے وجود کا حصول واجب میں مقابل ممکن میں حصول سے اشد ہے اسلئے کہ وجود کا اثر واجب میں زیادہ ہوتا ہے نہ کہ ممکن میں۔

وجہ تسمیہ مشکک ← اسلئے کہ اس کے افراد مشترک ہوتے ہیں اس کے اصلی معنی میں اور مختلف ہوتے ہیں تینوں جہتوں میں ایک سے یعنی اگر نظر کی جائے جہت اشتراک کی طرف تو لگتا ہے کہ متواطی ہے اور جب نظر کی جائے جہت اختلاف کی طرف تو لگتا ہے مشترک ہے تو ناظر متواطی اور مشترک کے درمیان مشکک ~~[illegible]~~ ہوتا ہے جیسے کہ عین کے معانی کے درمیان اشتراک ہے

کثیر المعنی کی چار قسمیں ہیں مشترک، منقول، حقیقت، مجاز۔

مشترک کی تعریف ← لفظ کے کثیر معانی ہوں ان معانی کے درمیان نقل واقع نہ ہو یعنی اس لفظ کو اولا ان معانی کے لئے برابری کے طور پر وضع کیا گیا ہو جیسے کہ عین کو وضع کیا گیا ہے آنکھ، چشمہ، گھٹنے، سونے کے لئے برابر طور پر

منقول کی تعریف ← لفظ کے کثیر معانی ہوں ان معانی کے درمیان نقل واقع ہو یعنی اس لفظ کو اولا کسی اور معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو پھر اسکو نقل کر دیا گیا ہو دوسرے معنی کی طرف اور معنی موضوع لہ اول کو چھوڑ دیا گیا ہو

منقول کی تین قسمیں ہیں، شرعی، عرفی، اصطلاحی۔

منقول شرعی ← ناقلین اہل شرع ہوں جیسے لفظ صلاۃ وصوم

منقول عرفی ← ناقلین عرف عام ہوں جیسے کہ لفظ دابہ

منقول اصطلاحی ← ناقلین عرف خاص ہوں جیسے کہ اہل نحاۃ کا لفظ فعل اور اہل نظار کا لفظ دوران

حقیقت کی تعریف ← وہ لفظ مفرد جو اس معنی میں مستعمل ہو جس کے لئے اسکو وضع کیا گیا ہو۔

مجاز کی تعریف ← وہ لفظ مفرد جو اس معنی میں مستعمل نہ ہو جس کے لئے اسکو وضع کیا گیا ہے

(14)

قال ← کل لفظ فهو ______ ان اختلفا فيه -

اقول ← لفظ کی دوسرے لفظ کی طرف نظر کرتے ہوئے لفظ کی دو قسمیں ہیں

① مترادف کی تعریف ← ایک لفظ کی دوسرے لفظ کی طرف نسبت کی جائے اور دونوں کا معنی ایک ہو

اور دونوں لفظ مترادف ہوں گے کیونکہ مترادف نکلا ہے ترادف سے اور اسکا معنی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے بعد سوار ہونا لہذا یہاں پہ معنی سواری ہے اور دونوں لفظ ایک سوار ہیں۔

مباین کی تعریف > ایک لفظ کی دوسرے لفظ کی طرف نسبت کی جائے اور دونوں کا معنی الگ الگ ہو اور دونوں لفظ متباین ہوں گے کیونکہ یہ نکلا ہے تباین سے اور تباین کا معنی ہوتا ہے جدا جدا ہونا کیونکہ یہاں دونوں لفظ کا معنی الگ ہے پس انکی سواری ایک نہیں ہو سکتی ہے

نوٹ مترادفین کا اپنے مفہوم میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہونا ضروری ہے ذات میں نہیں جیسے ناطق فصیح

قال (13) أما المركب — — — اسم واداة أو كلمة واداة -

أقول مرکب کی دو قسمیں، مرکب تام ، مرکب غیر تام.

مرکب تام > جس پر سکوت درست ہو یعنی مخاطب کو فائدہ تام دے

مرکب غیر تام > جس پر سکوت درست نہ ہو یعنی مخاطب کو فائدہ تام نہ دے

مرکب تام یا تو صدق و کذب کا احتمال رکھے گا یا پھر نہیں رکھے گا اگر رکھے تو وہ خبر اور قضیہ ہے اور اگر احتمال نہ رکھے تو وہ انشاء ہے

اعتراض > خبر میں دو احتمال ہوتے ہیں کہ واقع کے مطابق ہوگا یا پھر نہیں ہوگا تو اگر واقع کے مطابق ہو تو وہ کذب کا احتمال نہیں رکھے گا اور اگر واقع کے مطابق نہ ہو تو وہ صدق کا احتمال نہیں رکھے گا اور خبر میں صدق و کذب کا جمع ہونا ایک ساتھ محال ہے تو خبر تعریف میں داخل نہ ہوگی۔

جواب ① یہاں واؤ سے مراد صدق اور کذب کے درمیان واؤ فاصل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خبر وہ ہے جو صدق کا یا کذب کا احتمال رکھے تو ہر خبر صادق صدق کی محتمل ہے اور ہر خبر کاذب کذب کی محتمل ہے تو کل خبر خبر کی تعریف میں داخل ہوں گی

نوٹ > صاحب کتاب اس جواب کو نا پسند کیا ہے حق ملاحظہ ہو >

② خبر کے صادق و کاذب ہونے سے مراد یہ ہے کہ خبر اپنے مفہوم کے اعتبار سے صدق و کذب کا احتمال رکھے اگرچہ نفس الامر میں وہ خبر صادق و کاذب نہ ہو جیسے کہ السماء فوقنا یہ جملہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے صادق و کاذب ہو سکتا ہے لیکن خارج میں یہ کذب کا احتمال نہیں رکھتا کیونکہ آسمان ہمیشہ اوپر ہی ہوتا ہے نیچے نہیں ہو سکتا پس خارج کے اعتبار سے کاذب نہیں ہو سکتا مفہوم کے اعتبار سے ہو سکتا ہے

مرکب تام کی دو قسمیں . خبر - انشاء -

خبر کی تعریف > جو صدق و کذب کا احتمال رکھے اپنے مفہوم کے اعتبار سے

انشاء کی تعریف ← جو صدق و کذب کا احتمال نہ رکھے اپنے مفہوم کے اعتبار سے۔
انشاء کی دو قسمیں ہیں۔ دلالت وضعیہ، تنبیہ۔

دلالت وضعیہ ← وہ امر ہے اور اگر طلب فعل مساوی سے ملا ہوا ہو تو وہ التماس ہے اور اگر طلب فعل دعاء کے ساتھ ملا ہوا ہو تو وہ دعا ہے
اعتراض۔ دلالت کو وضعیہ کے ساتھ کیوں مقید کیا گیا۔
جواب۔ دلالت کو وضع کے ساتھ مقید کیا گیا ان اخبار سے احتراز کرنے کے لئے جو اخبار طلب فعل پر دال تو ہوتے ہیں مگر وضع کے ساتھ نہیں جیسے ہمارا قول کتب علیکم الصیام تو اس مثال میں اسے فعل کو طلب کیا گیا جو طلب فعل پر دلالت نہیں کرتا ہے اور اس مثال کو طلب فعل کے لئے وضع نہیں کیا گیا بلکہ ان اخبار کے لئے جو طلب فعل پر دال ہوں

تنبیہ کی تعریف ← جو طلب فعل پر دلالت نہ کرے اسلئے کہ وہ متکلم کے مافی الضمیر پر دلالت کرتا ہے اور اس ضمن میں ترجی، نداء، تعجب، قسم سب داخل ہو جائیں گے
مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں مرکب تقییدی، مرکب غیر تقییدی۔
مرکب تقییدی ← اگر دوسرا جزء پہلے جزء کے لئے قید ہے تو اسے مرکب تقییدی کہتے ہیں
مرکب غیر تقییدی ← اگر دوسرا جزء پہلے جزء کے لئے قید نہ بنے تو اسے مرکب غیر تقییدی کہتے ہیں

اعتراض ← مصنف نے کہا کہ مرکب یا تو طلب فعل پر دلالت کرے گا یا تنبیہ پر دلالت کرے گا پھر مصنف نے انکی قسموں کو بیان کیا لیکن دو چیزیں اور ہیں جو انشاء میں داخل تو ہیں لیکن مصنف نے انکو شمار نہیں کیا اور وہ استفہام اور نہی ہیں تو مصنف نے انکا ذکر کیوں ترک کیا۔

جواب ← قائل یہ کہہ رہا ہے کہ استفہام اور نہی اس تقسیم سے خارج ہیں کیونکہ تنبیہ کا مقصد ہوتا ہے اپنے مافی الضمیر سے دوسروں کو خبردار کرنا اور استفہام اور نہی میں دوسرے سے پوچھا جاتا ہے اور ترک فعل مطلوب ہوتا ہے

اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ان دونوں کو بھی تقسیم میں داخل کرنا ہو تو تقسیم میں تھوڑی تبدیلی کرنی پڑے گی وہ اس طرح ہوگی کہ انشاء یا تو وضع کی وجہ سے کسی چیز کے طلب کرنے پر دلالت کرے گا یا طلب پر دلالت نہیں کرے گا اب اگر طلب پر دلالت کرے تو یا اس سے مراد کسی چیز کا سمجھنا ہوگا یا اسکے علاوہ اور کچھ ہوگا تو اگر سمجھنا ہے اسکا استفہام ہے۔
اور اگر سمجھنا مطلوب نہیں تو پھر یا تو استعلاء کے طور پر ہوگا پھر اگر طلب کرنا مطلوب ہے تو وہ امر ہے اور ترک طلب مطلوب ہے تو وہ نہی ہے۔